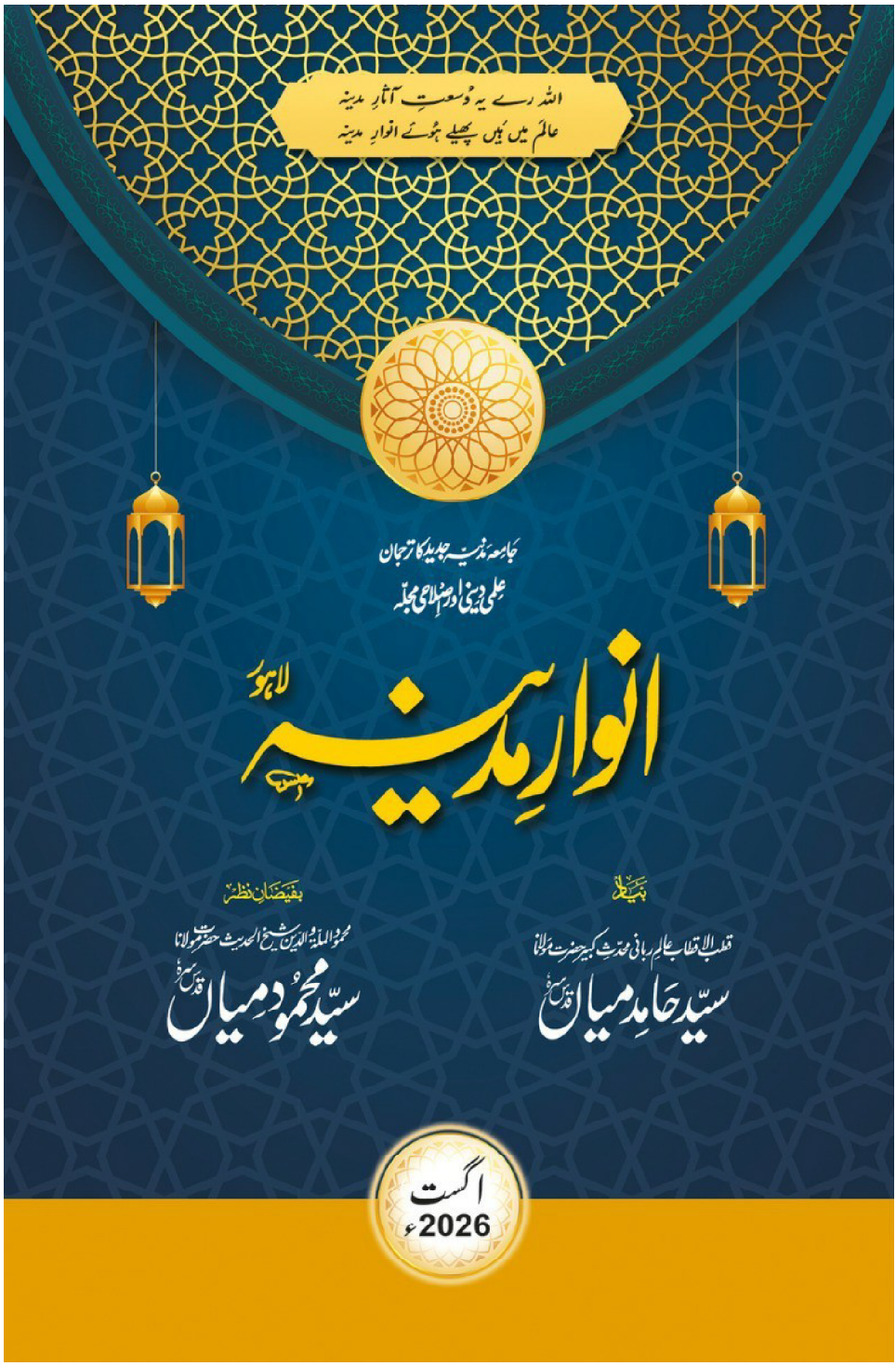

اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں یُوں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ لاہور
بسرپرستی
قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا
سیّد حامد میاں قدس سرہٗ
بفیضانِ نظر
محیُ الملّۃ والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا
سیّد محمود میاں قدس سرہٗ
اگست
2026ء



ماہنامہ انوارِ مدینہ

جلد : ۳۴	صفر المظفر ۱۴۴۸ھ / اگست ۲۰۲۶ء	شمارہ : ۸

بیاد : قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاںؒ

فیضانِ نظر : محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

مولانا نعیم الدین صاحب (مدیر اعلیٰ)	مولانا عکاشہ میاں صاحب (مدیر مسئول)
مولانا محمد عابد صاحب (نائب مدیر)	ڈاکٹر محمد امجد صاحب (مدیر منتظم)



بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ 50 روپے.....سالانہ 600 روپے	''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال	موبائل : 0333 - 4249301
برطانیہ، افریقہ ..... سالانہ 20 ڈالر	موبائل : 0333 - 4249302
امریکہ ..... سالانہ 30 ڈالر	موبائل : 0323 - 4250027
جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس	جازکیش نمبر : 0304 - 4587751
www.jamiamadniajadeed.org	دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر
jmj786_56@hotmail.com	darulifta@jamiamadniajadeed.org
Whatsapp: +92 333 4249302	Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	۷
ولادت باسعادت سیّد الکونین رحمۃ للعالمین ﷺ	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ	۱۱
لاکھوں سلام	حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ	۲۳
خطبہ جمعہ... نبی علیہ السلام کی مدینہ منورہ تشریف آوری	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۲۴
درسِ حدیث...فوج کو محاذ پر بھیجتے وقت عسکری ہدایات	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۳۰
سیاق وسباق کی اہمیت اور میڈیا کا کردار	مولانا محمد عابد صاحب	۴۶
قائد جمعیۃ کے قصور خطاب پر اعتراضات کی حقیقت	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۱
اخبار الجامعہ		۶۵

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جاسکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org



دینی تعلیمات اور عصرِ حاضر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آج ہمارا معاشرہ مختلف آزمائشوں سے گزر رہا ہے ، اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص اپنے اپنے حقوق کے مطالبہ کا تقاضا کر رہا ہے لیکن دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برت رہا ہے ! تاجر اپنے لیے منافع چاہتا ہے مگر خریدار کے مفاد کو نظر انداز کر دیتا ہے، ملازم اپنے حقوق کا مطالبہ میں لگا ہوا ہے مگر اپنی ذمہ داریوں میں غفلت برتتا ہے، اسی طرح حکمران اور عوام دونوں ایک دوسرے سے توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں مگر اپنی اصلاح کی طرف نظر نہیں کر رہے ! یہ امور ایک بیمار معاشرہ کی عکاسی کرتے ہیں جبکہ اسلام ہمیں ایک صحت مند معاشرہ کی تعلیم دیتا ہے اور صحت مند معاشرہ اُسی وقت وجود میں آسکتا ہے جب ہر فرد دوسرے کے لیے بھی وہی خیر اور بھلائی چاہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے چنانچہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ . [۱]

''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''

---

[۱] صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ رقم الحدیث ۱۳

آج کے اس مادیت پسند دور میں جبکہ خود غرضی، مفاد پرستی، تعصب اور باہمی نفرتیں معاشرے کو کمزور اور کھوکھلا کر رہی ہیں، یہ حدیث ہمارے لیے ایک روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہے نیز اسلامی معاشرت کی بنیاد فراہم کرتی ہے ! اس حدیث شریف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان کو دوسروں کے ساتھ اُتنی ہی ہمدردی اور خیر خواہی رکھنی چاہیے جتنی وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے، جیسے ہم اپنے لیے عزت، دولت، کامیابی اور بھلائی چاہتے ہیں ویسے ہی دوسروں کی کامیابی اور خوشی کی بھی دلی تمنا کریں اور ان کی عزت و دولت پر حسد نہ کریں ! !

حدیث شریف میں ذکر کردہ ایمان کی نفی کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا نہ کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا ایمان کامل اور مکمل نہیں رہتا ! !

یہ حدیث شریف مسلمانوں کے درمیان حسد، کینہ اور خود غرضی کو ختم کر کے ایک پُر خلوص اور محبت بھرا معاشرہ قائم کرنے کا بہترین اصول سکھاتی ہے ! موجودہ معاشی مشکلات، مہنگائی اور بے روزگاری کے دور میں اس حدیث کا تقاضا ہے کہ صاحبِ حیثیت افراد ضرورت مندوں کی مدد کریں، تاجر حضرات دیانت داری پیدا کریں اور ہم سب معاشرے میں ہمدردی اور تعاون کو فروغ دیں ! !

اسی طرح سوشل میڈیا کے اس دور میں جہاں افواہیں، کردار کشی اور نفرت انگیز رویے عام ہو چکے ہیں یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم دوسروں کی عزت، وقار اور حقوق کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح اپنی عزت و آبرو کے تحفظ کے خواہاں ہیں ! !

قومی سطح پر بھی یہ حدیث اتحاد، رواداری اور اخوت کا درس دیتی ہے، اگر ہم ذاتی، گروہی اور سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر ملک و ملت کی بھلائی کو مقدم رکھیں تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں ! !

ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے، یہی تعلیم باہمی محبت، قومی یکجہتی اور اجتماعی اصلاح کی بنیاد ہے اور یہی تعلیم معاشرتی ہمدردی، اخوت اور انسانیت کے تقاضوں کو اُجاگر کرتی ہے ! ایسے وقت میں جبکہ ہمارا معاشرہ سیاسی، معاشی اور اخلاقی چیلنجز سے دوچار ہے،

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حالات کا جائزہ صرف دنیاوی زاویے سے نہیں بلکہ دینِ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں بھی لیں ! !

آج وطنِ عزیز کو جہاں معاشی مشکلات، مہنگائی، بے روزگاری اور امن و امان کے مسائل کا سامنا ہے، وہیں فکری انتشار، اخلاقی کمزوری اور دینی شعور کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ بن چکی ہے ! قوموں کی ترقی صرف مادی وسائل سے نہیں بلکہ مضبوط کردار و عمل، عدل و انصاف، امانت و دیانت اور خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سے جڑی ہوئی ہے ! !

مدارسِ دینیہ کا بنیادی فریضہ محض علومِ دینیہ کی تدریس نہیں بلکہ ایسے افراد کی تربیت بھی ہے جو معاشرے میں خیر، اعتدال، اخوت اور اصلاح کا پیغام عام کریں ! !

موجودہ حالات ہم سب کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس کریں، اپنے کردار کا محاسبہ کریں اور معاشرے کی اصلاح میں اپنا حصہ ادا کریں، اسلامی تعلیمات کا یہی حسن ہے کہ وہ فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کی تعمیر کا راستہ بھی دکھاتی ہیں ! !

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس حدیث کو محض پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں، جب ہر مسلمان اپنے بھائی کے لیے خیر خواہی، محبت اور انصاف کو اختیار کرے گا تو ایک پُر امن، مضبوط اور مثالی معاشرہ وجود میں آئے گا جو اسلامی تعلیمات کا حقیقی عکاس ہوگا ! !

ہماری دعا ہے کہ ہم سب بطور ایک دینی ذمہ دار علم و آگہی کا ذریعہ بنیں اور معاشرے میں خیر و اصلاح کے فروغ میں معاون ثابت ہوں ! اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو عموماً اور ہمارے وطن پاکستان کو خصوصاً امن، استحکام اور خوشحالی عطا فرمائے، ہمیں دینِ اسلام کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے اور دین و مذہب کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے ! آمین ثم آمین یا رب العلمین

محمد عابد

١٤ر صفر المظفر ١٤٤٨ھ / ٢٩ر جولائی ٢٠٢٦ء

مولای صل وسلم دائما ابدا | درس حدیث | علی حبیبک خیر الخلق کلهم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ کا مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

ایمان سب سے بڑی نعمت ہے ! ''کامل نعمت'' جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہو جانا ہے
اللہ سے ''عافیت'' طلب کرتے رہنی چاہیے ! ''صبر'' کی دعا کب مانگنی چاہیے ؟

(درسِ حدیث نمبر ۴۰ ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ/ ۱۱ر جون ۱۹۸۲ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعْدُ !

جناب رسول اللہ ﷺ نے دعائیں اور دعاؤں کے طریقے سب ہی تعلیم فرمائے اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جو انسان کچھ تو اپنی سمجھ سے نکالتا ہے اور کچھ ایسی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ ہی کو پسند ہیں اور وہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تعلیم فرمائی ہیں اس کے سوا اور کوئی ذریعہ تھا ہی نہیں ! مثال کے طور پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دعا مانگ رہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ ''اے اللہ ! میں تجھ سے مکمل نعمت مانگتا ہوں'' تمامِ نعمت، نعمتِ کاملہ مانگتا ہوں ! جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تَمَامَ النِّعْمَةِ کیا ہے ؟ کہ نعمت بالکل مکمل ہو جائے یہ جو تم نے کلمات کہے تو ان سے مراد کیا ہے ؟ اور تَمَامَ النِّعْمَةِ تمہارے خیال میں کیا چیز تھی ؟ انہوں نے کہا عرض کیا دَعْوَةٌ اَرْجُوْبِهَا خَيْرًا میں نے ایک دعا مانگی تھی اور اس میں مجھے امید تھی کہ مال مل جائے گا یا ایک طرح کا نفع حاصل ہو جائے گا،

بھلائی حاصل ہوجائے گی ! ! ''خَیْر'' مال کو بھی کہتے ہیں اور ''خَیْر'' بھلائی کو تو کہتے ہی ہیں، خیر اور شر دو متقابل الفاظ بولے بھی جاتے ہیں !

جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتلایا اِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ نعمت کا مکمل ہونا تو جب ہوتا ہے یا مکمل نعمت سے مراد تو یہ ہوسکتی ہے کہ جنت میں انسان داخل ہو اور جہنم سے بچ جائے وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ جہنم سے بچنے میں کامیاب ہوجائے، اگر ایسے ہوگیا تو اُس کو نعمتِ کاملہ حاصل ہوگئی ورنہ تمام نعمت نعمتِ کاملہ جسے کہا جائے گا وہ نہیں حاصل ہوئی ! !

آقائے نامدار ﷺ نے ان کے کلمات ہی جو انہوں نے استعمال کیے تھے سن کر اُن کے معنٰی معین فرمائے کہ اصل مطلب جو اِن کا بن سکتا ہے تو وہ یہ بن سکتا ہے ! !

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ سنا ایک شخص کہہ رہا تھا یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یہ جملہ ان کی زبان سے نکلا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قَدِ اسْتُجِیْبَ لَكَ فَسَلْ تیری دعا قبول کرلی گئی تو مانگ یعنی تو دعا مانگ قبول ہوگی ! اب یہ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے، اللہ کی تعریف ہے کہ وہ بڑی عظمت والا ہے، مگر کلمات یہ ہیں ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور یہ کلمات شریعت نے بتلائے ہیں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں، استعمال صحابی نے کیے، ان کی زبان پر جاری ہوئے اور پھر آپ نے اس کی تاثیر بتلائی کہ تمہارے ان کلمات کا یہ اثر مرتب ہوا ہے کہ تم دعا مانگو دعا قبول ہوگی ! یہی فرق ہے عام انسانوں کے ذہن کا اور اس ذہن کا جو اللہ کی طرف سے بھیجا گیا تھا یعنی جنابِ رسول اللہ ﷺ

آپ سکھانے کے لیے بھیجے گئے تھے اور قدرتی بات ہے کہ ایسے قصے بہت ہوتے رہے کوئی پیش آتا اس پر کوئی بات ارشاد فرماتے تو اس کو دیکھنے والے جتنے ہوتے سب وہ محفوظ کرلیتے ! اس طرح سے ہم تک پہنچی ہیں تعلیمات، ورنہ آپ کسی سے کوئی بات کہتے ہیں دس دفعہ پھر بھی بھول جاتی ہے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک دفعہ بھی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے کوئی بات فرمائی ہے تو وہ دس آدمیوں نے یاد کرلی، بیس نے یاد کرلی، جتنے دیکھنے والے ہیں سب نے سمجھ لی اور یاد کرلی، اس طرح سے دین ہم تک پہنچا ہے ! !

''صبر'' کی دعا کب مانگنی چاہیے ؟

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک دفعہ یہ قصہ پیش آیا کہ ایک صحابی کی زبان سے یہ جملہ نکلا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصَّبْرَ تو آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا ''صبر'' تو ہوتا ہے مشکلات پر، مصائب پر، تو ''صبر'' مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تو تم نے مصیبت مانگی کہ مجھ پر مصیبت اُترے پھر صبر نصیب ہو مجھے، گویا تم نے مصیبت مانگی اللہ سے ! کسی پر مصیبت اُتری ہوئی ہو، اُس کو اپنے لیے یہ دعا کرنی کہ مجھے اس مصیبت پر صبر دے ! تو یہ الگ بات ہے، یہ صورت نہیں تھی وہاں پر، وہاں تو ویسے ہی ان کی زبان سے یہ جملہ نکلا تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا تم نے تو بلا آزمائش مصیبت مانگ لی اللہ تعالیٰ سے، اس کے بجائے تمہیں جب دعا کرنی ہو تو اس سے عافیت چاہو فَاسْئَلُہُ الْعَافِیَۃَ [۱] خداوند کریم تو ہم کو بس محفوظ رکھ ! !

''عافیت'' کی دعا مانگنی چاہیے :

اور ''عافیت'' ایسا جملہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت جو خدا کی ہے ایک انسان کے لیے ایک بندے کے لیے وہ عافیت ہے ! اور جسمانی عافیت، روحانی عافیت، مالی عافیت، گھر والوں کی بھی عافیت اور دنیا کی اور آخرت کی عافیت طلب کرنے کو رسول اللہ ﷺ نے بڑا پسند فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ... [۲]

اور ایسے ہی کلمات اور بھی بتلائے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ ... [۳]

دین میں، دنیا میں، اہل میں، مال میں، رشتے داروں میں، گھر والوں میں اور مال کے بارے میں سب کے بارے میں عافیت، تو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''عافیت'' سب سے بڑی نعمت ہے خداوند کریم کی ایک بندے کے لیے ایمان کے بعد ! !

---

[۱] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۴۳۲

[۲] سنن ابوداؤد کتاب الادب ابواب النوم باب ما یقول اذا اصبح رقم الحدیث ۵۰۷۴

[۳] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۳۹۷

ایمان سب سے بڑی نعمت ہے :

سب سے بڑی نعمت تو ایمان ہی ہے جس سے انسان اور اللہ کے درمیان تعلق درست ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسرے درجے میں جو نعمت ہے وہ عافیت ہے، اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے ! !

رسول اللہ ﷺ کا فرمان حق ہے جو آپ نے فرمایا درست ہے اور تمام چیزوں میں شفقت ہے اور ہر چیز میں آپ نے وہ بتلایا جو بہتر سے بہتر ہو سکتا ہے ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین ! اختتامی دعا.....

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ فروری ۱۹۹۴ء)

۞ ۞ ۞

اہم اعلان

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت و خدمات پر انوار مدینہ کی ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں معاصرین، تلامذہ، متعلقین و محبین حضرات کے تاثرات بھی شامل ہوں گے ! جو حضرات اپنے مضامین و مقالات، تاثرات، تعزیتی پیغامات یا منظوم کلام ارسال فرمانا چاہیں، جلد از جلد درج ذیل پتے، ای میل یا واٹس ایپ نمبر پر ارسال فرما دیں علاوہ ازیں اگر کسی کے پاس شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مکتوب یا تحریر موجود ہو تو اسے بھی ارسال فرما دیں ! جو حضرات اپنے تاثرات زبانی بتانا چاہیں، وہ اپنے نام، پتے اور مکمل تعارف کے ساتھ درج ذیل نمبر پر صوتی پیغام (واٹس میسج) بھی ارسال فرما سکتے ہیں اگر مضمون، مقالہ، مکتوب یا تاثرات کمپوز شدہ ہوں تو ان کی کمپیوٹر فائل بھی ای میل یا واٹس ایپ فرما دیں تو نوازش اور ادارے کے ساتھ دوہرا تعاون ہوگا

رابطہ : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ (0333-4249302)

ولادت باسعادت سیّد الکونین رحمۃ للعالمین ﷺ قسط : ۱

کی یاد کس طرح منائی جائے ؟

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ ﴾

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اگر چہ یہ مسلّم بدیہی اور واقعی حقیقت ہے کہ زمانہ کا کوئی ٹکڑا چھوٹا ہو یا بڑا گزر جانے کے بعد لوٹ نہیں سکتا اور اُس کے استحالہ کے لیے کسی استدلال یا تنبیہ کی ضرورت بھی نہیں ہے مگر زمانہ کی دورانی حرکت ہمیشہ ایسے متماثل ٹکرے پیش کرتی رہتی ہے جن سے یہی خیال بندھ جاتا ہے کہ ہو نہ ہو یہ اجزاء موجودہ وہی گزر جانے والے اجزاء ہیں اور پھر اِن اجزاء کا اس عالمِ مشاہدہ میں ان ہی سابقہ اجزاء کی کیفیتوں سے متکیف ہونا اور بھی اس خیال کو قوت دیتا ہے ! !

ہر چوبیس گھنٹہ میں گزشتہ اجزاء کے مماثل صبح ،شام، دوپہر، رات، دن، سردی، گرمی، اندھیرے، اجالے وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات پر ہونا، اسی طرح گزشتہ اجزاء کے لوٹ کر آنے کا خیال پیدا کرتا ہے جس طرح ہر ہفتہ میں دنوں کا لوٹ پھیر اور ہر سال میں موسموں کا آنا جانا، فصلوں اور موسموں کا چکر لگانا، یہی نہیں کہ وہ محض عالمِ شہادت اور مادّی انقلابات اور جسمانی صفات کے کرشمے ہیں بلکہ اسی کے مثل یا اس سے زائد عالمِ روحانی کے بھی کوائف اور حالات رونما ہوتے رہتے ہیں ! اگر اخیر رات کا حصہ ہمیشہ مطلع برکاتِ رحمانی ہوتا رہتا ہے تو ہر فجر کا وقت مہبطِ فرشتگانِ ربانی بنتا رہتا ہے ﴿ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ﴾ [۱] اگر وقتِ استواء آفتاب مظہر جلال وغضب بن کر جہنم کے جھونکنے اور بھڑکانے کا ذریعہ بنتا رہتا ہے تو وقتِ طلوع وغروب وسیلۂ انتشار آثارِ شیطانیہ، اگر جمعہ کو رحماتِ الٰہی کی دھواں دھار بارش ہوتی رہتی ہے تو ہر دوشنبہ (پیر) اور جمعرات کو صحائفِ اعمال کی پیشی !

---

[۱] سورہ بنی اسرائیل : ۷۸

اگر رمضان میں طرح طرح کی رحمتیں اور نعمتیں جھڑی کی طرح برستی رہتی ہیں تو ہر ذی الحجہ میں انواع واقسام کی نوازشیں باعثِ فلاح ونجاح ہوتی رہتی ہیں، قوانینِ احکامِ تشریعہ بھی ان ہی مادّی اور روحانی انقلابات کے تابع ہوکر چکر لگاتے رہتے ہیں ! کون نہیں جانتا کہ ہر فجر اور ظہر اور عصر کے احکام اسی طرح نوبت بنوبت (باری باری) آتے رہتے ہیں جس طرح ہر جمعہ اور رمضان و ذی الحجہ وغیرہ ہفتہ وار اور سالانہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں ! !

احکامِ دنیا میں جہاں گزشتہ اجزاء کا مماثل نمودار ہوا غلامانِ بارگاہِ صمدیت میں وہی بے چینی پیدا ہوگئی جو پہلے اجزاء میں نمودار ہوچکی ہے، ماہِ شوال نے چہرۂ ہلال نمودار کیا کہ عشاقِ بارگاہِ جمالِ حقیقی میں قلق واضطراب کا دور دورہ نمودار ہوگیا، عشق کی بیتابی اور محبت کی بے قراری نے راحت وآرام سے بیگانہ بنادیا ﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾ کی صدا اور ﴿ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ ﴾[1] کے روحانی اعلان نے کوچہ محبوبِ حقیقی یعنی بیتِ عتیق کے گرداگرد اُفتاں وخیزاں چکر لگانے [2] پر آمادہ کر دیا ! دیوانہ وار، دار ودیار، بیوی بچوں، زیب وزینت وغیرہ اسبابِ تجمل اور خوبصورتی کو تجے ہوئے ننگے سر، ننگے پیر، کفنی زیبِ بدن کیے ہوئے، بلبل کی طرح بے قرارانہ نامِ محبوب لیتے ہوئے چیختے چلاتے جائے وعدۂ وصال کی طرف روانہ ہوگئے ! نہ عقل وہوش کی پروا ہے، نہ ناصح مدعی عقل وتہذیب کا خیال، نہ عزتِ دنیاوی کی فکر ہے، نہ سردی اور گرمی کا خوف، دل میں محبوبِ حقیقی اور اس کے کوچہ کا خیال ہے تو زبان پر اس کے نام کا وِرد جاری ہے ! وحشی جانوروں سے رشتہ مودّت ہے اور آبادیٔ وطن سے نفرت ودُوری ؎ پھر بہار آئی چمن میں ، زخمِ دل کھلنے لگے

کہیں مجنونانہ طریقہ پر دوڑ رہے ہیں تو کہیں آستانۂ بارگاہِ محبوبی کے بوسے لیتے ہوئے زبانِ حال یہ اشعار پکار رہے ہیں :

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیْلٰی اُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارِ وَ ذَاالْجِدَارْ

'' میں لیلیٰ کے شہروں پر گزرتا ہوا کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو ''

---

[1] سورہ بنی اسرائیل : ۷۸ [2] طواف

وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ نَزَلَ الدِّیَارَ

''میرے دل کو ان شہروں اور دیواروں کی محبت نے بے قرار نہیں کیا بلکہ اس معشوق کی محبت مجھ کو بے قرار کر رہی ہے جو اِن شہروں میں ٹھہرا ہوا ہے''

غرضیکہ ہر طریقہ پر مادّی ہو یا روحانی، تکوینی ہو یا تشریعی اور ہر مذہب وملت ہر قوم وملک میں گزرنے والے اجزاء زمانہ کے مماثل اجزاء جب ظاہر ہوتے ہیں تو اسی قسم کی یاد اور اسی قسم کی خیرات برکات اسی قسم کے احوال واحکام کم وبیش نمودار ہوتے ہیں جن کا انکار تقریباً آفتاب کا نصف النہار کے وقت انکار کرنا ہوگا ! اور یہی فلسفہ عیدوں اور تہواروں وغیرہ کے سالانہ اور ماہوار ظہور کرنے کا ہے ! !

دریائے رحمت کا جوش :

آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر ماہ ربیع الاوّل میں دریائے رحمتِ خداوندی کے ایسے جوش وخروش اور ایسے تلاطم اور تموجات کا ظہور ہوا تھا جس کی نظیر نہ زمانہ سابقہ میں پائی جاتی ہے اور نہ آئندہ کو اُمید ہے، نہ صرف انسانی دنیا کی فلاح ونجات کی صورتیں اُس وقت ارادۂ قدیمہ نے نکالیں بلکہ تمام عوالم [۱] کے لیے بہبودی اور ابدی زندگانی کا سامان کر دیا ! اس ناسوتی [۲] دنیا اور عالمِ شہادت میں اپنا خاص پیارا اور مخصوص خلیفہ پیدا کیا جس کا ہر قول خباثات سے طہارت کا ذریعہ ہے، اور ہر عمل ترقی درجات اور کفارہ سیئات کا وسیلہ، اور ہر خلق تزکیہ روحانی اور تقربِ خداوندی کا کفیل، اس کے تابعین [۳] پر رضوانِ الٰہی کا سایہ نچھاور ہوتا ہے، اس کے مددگاروں اور غلاموں کے لیے دونوں جہان میں سرخروئی اور کمال برستا ہے، اس کے معالجہ اور قوانین پر عمل کرنے والوں کے لیے ہر ہر قدم پر شفا اور سربلندی ہے، اس کے مخالفین اور معاندین کے لیے ہمیشہ کی ذلت اور رُسوائی ہے ! !

درِ فیضِ محمد وا ہے ، آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتشِ دوزخ میں ، جائے جس کا جی چاہے

---

[۱] جہانوں [۲] عالمِ اجسام سے متعلق [۳] پیروی کرنے والوں پر

اُس کے نقش قدم پر چلنے والے لاہوتی ۱ چوٹیوں سے سُر ملاتے ہیں، اس کے طریقہ پر فدا ہونے والے کروبیوں ۲ کے ہمنشین بلکہ اس کے محسود کہلاتے ہیں، اس آفتابِ ہدایت نے کتاب اللہ کی شعاعوں سے کفر وضلالت کی تاریکیوں کو ملیامیٹ کر دیا اور اس بادشاہِ روحانیت نے گزشتہ اشراقیت اور جوگیت کے دفاتر کو افسیانِ بے معنٰی بنا دیا ! تمام عالم کے لیے وہ مشعلِ ہدایت لا کر رکھ دی جس کی تمنا مشہور ومعروف اسرائیلی مقدس پیغمبر اپنے دل ہی میں لے کر گیا، فاران ۳ کی چوٹیوں سے وہ روشنی ظاہر کی جس نے تمام براعظموں ہی کو نہیں بلکہ عوالمِ جن وملک وغیرہ کو بھی روشن کر دیا، اگر جملہ ﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴾ ۴ اس کا شاہد حال ہے تو جملہ ﴿ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ ۵ اس کی رسالت کا کاشفِ اسرار، اگر جملہ ﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ ۶ اس کی رسالت کی حقیقتِ حائطہ کو ظاہر کر رہا ہے تو جملہ ﴿ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ ۷ اور ﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ﴾ ۸ اور ﴿ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ﴾ ۹ اس کی روحانی علتِ مادّیہ وصوریہ اور اس کی رحمتِ مجسمہ اور شفقتِ محضہ ہونے کا برہان، یہ آفتابِ ہدایت اسی مبارک مہینہ میں روحانی دنیا سے منتقل ہو کر جسمانی اور مادّی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور روزِ ہدایت وخیر کے زمانہ صبح صادق (چالیس برس) پورے کر کے اُفقِ اُم القریٰ میں غارِ حرا سے طلوع کرتا ہے، فاران کی چوٹیوں سے طاغوتی تاریکیوں کو محو کرتا ہوا

---

۱ عالم فناء فی اللہ ۲ فرشتے ۳ مکہ مکرمہ ۴ اے نبی ہم نے بھیجا ہے آپ کو شاہد (مبصر) بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر اللہ کی طرف کی دعوت دینے والا اُس کے حکم سے اور سراج منیر ! ۵ وہی ہے جو اپنے بندے (محمد ﷺ) پر واضح آیتیں نازل کرتا ہے تا کہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالے بیشک اللہ تم پر بہتر مہربان ہے بہت رحم والا ۶ نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر مہربانی کرنے کے لیے تمام جہانوں پر ! ۷ بے شک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں ۸ خدا کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نرم ہیں اُن کے لیے ۹ شاید آپ تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے اُن کے پیچھے اگر وہ اِس قرآن پر ایمان نہ لائیں ! !

تمام جزیرہ عرب کو اپنی قوتِ عزم اور نہ جھکنے والی ہمت سے مصلحانِ عالم کا مرکز اور معدن بنا دیتا ہے ! ہر قسم کی روحانی بیماریوں اور جسمانی برائیوں کا عالم انسانی سے اپنے لائے ہوئے کیمیاوی نسخہ کے ذریعہ سے ازالہ کرتا ہوا متبعین کو حیاتِ ابدی عطا کرتا ہے ! !

آج اسی آفتابِ ہدایت کی اس دنیائے دوں میں روشنی اور نور پھیلانے کی یاد تازہ کرنے والا زمانہ سایہ گُستر [۱] ہو رہا ہے، ایک جماعت اس یادگار میں موتیوں کو چھوڑ کر حباب [۲] پر ریجھ جاتی ہے اور اُس مجسمۂ ہدایت و رحمت کی تشریف فرمائی کی یادگاری میں مجالس زیب و زینت، سرور و روشنی وغیرہ منعقد کرتی ہوئی اُمم غیر اسلامیہ کی تقلیدی تاریکی اختیار کرتی ہے اور فقط اس ظاہری نمود و احتشام اور زبانی کارروائیوں کو اَدائے حقوق کا ذریعہ سمجھتی ہے ! ع

قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلُّوا عَنْهُ بِالْحِلْمِ

''یہ سونے والے لوگ ہیں کہ محوِ خواب ہو کر بے غم ہو گئے ہیں'' [۳]

اربابِ بصیرت اپنی خداداد قابلیت کو کام میں لاتے ہیں اور اس آفتابِ ہدایت کی لائی ہوئی سچی روشنی اور حقیقی ہدایت پر پوری توجہ اور مکمل عنایت صرف کرتے ہوئے اپنی عملی اور ارادی قوتوں کو اَز سرِ نو فیضیاب اور فائدہ مند ہونے کے لیے تیار کرتے ہیں ! احیائے سنت اور نشرِ علومِ نبویہ کے لیے دوگنی چوگنی قوت صرف کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں جو جو اور جس جس طرح عالمِ انسانی کی خدمتیں اُس حکیمِ روحانی اور مصلحِ حقیقی نے انجام دی ہیں اُن کے لیے ہر قسم کی سرگرمی کو دہرانا ضروری سمجھنے لگتے ہیں ! غرضیکہ یہ مہینہ ہمیشہ ان کے قوائے علمیہ اور عملیہ میں وہ حرارت اور شادابی پیدا کرتا ہے جو مارچ و اپریل درختوں میں اور اساڑھ و ساون کاشت کی زمینوں میں اور فصل بہار بلبلوں کے دل و دماغ میں اور ماہِ رمضان المبارک عالمِ علوی میں، چونکہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اس عالمِ انسانی میں حکومت کا قائم کرنا، بادشاہت کا حاصل کرنا، دنیاوی رعب و دبدبہ کا پیدا کرنا، خزانوں کا جمع کرنا، دوسری قوموں اور ملکوں کو غلام بنانا، قوموں کی تجارت زراعت صنعت و حرفت پر

---

[۱] مہربان [۲] بلبلہ [۳] دردِ محبت سے خالی ہو گئے ہیں

قبضہ جمانا وغیرہ وغیرہ نہ تھا بلکہ ایسا مقدس اور برتر مقصد تھا کہ جس سے عالمِ انسانی اور تمام مبعوثِ الیہم [۱] کی دینی اور دنیاوی اصلاح ہوجائے، ان کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہوجائیں، ان کے لیے دونوں جہان کی ترقیاں اور راحتیں بہم پہنچ جائیں وہ ہر دو تعلقات [۲] میں پورے پورے مکمل بن جائیں ! ان کی ہر قسم کی کمزوریاں اور تکلیفیں دور ہوجائیں، ان کی یہ زندگانی اور مستقبل کی زندگانی [۳] نہایت راست و آرام کی ہوجائے، ان کے لیے وہ کمالاتِ روحانیہ و جسمانیہ جن کی بنا پر وہ نعمتِ خلافتِ عظمیٰ سے تکریم کیا گیا ہے حسبِ استعداد حاصل ہوجائیں، اس لیے اس آفتابِ ہدایت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایسے ایسے وسائل و ذرائع لوگوں کی اصلاح و تفہیم کے لیے اختیار کیے جن میں سراسر شفقت و رحمت، ہمدردی و غمخواری، حلم و تحمل، استقلال و ہمت، صبر و احسان وغیرہ مربیانہ اور حکیمانہ اخلاق بھرے ہوئے تھے !

اتباعِ رسول ﷺ :

وہ محض تبلیغ کے لیے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ انسان جو کہ طبعی طور پر مقلد واقع ہوا ہے اُس کو اور اُس کے کارناموں کو بغور دیکھے اور اپنے آپ کو بھی اسی رنگ و رُوپ میں رنگ لے گویا کہ وہ ایک نمونہ ہے جس کی صورت و سیرت پر بن جانا مالکِ حقیقی عزشانہٗ کی طرف سے طلب کیا جاتا ہے

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (سورۃ الِ عمران : ۳۱)

''اے محمد (ﷺ) ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم کو خدا کی محبت ہے تو میرے پیچھے چلو (یعنی میرے جیسے بن جاؤ) خدا تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے''

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ (سورۃ النساء : ۸۰)

''جس نے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی''

---

[۱] جن جن امتوں کی طرف انبیاء بھیجے گئے علیہم السلام [۲] یعنی تعلقِ خَلق باخالق اور تعلقِ خَلق باخَلق [۳] جو کہ اس دارِ فانی کی مفارقت کے بعد شروع ہونے والی ہے

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (سورۃ الاحزاب : ۲۱)

''تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ اقتداء ہے''

پھر یہاں تک بھی اکتفا نہیں ہے بلکہ اس مجسمہ رحمت و ہدایت کی روحِ پاک اپنی تیز و تند قوتوں کے ذریعہ سے لوگوں کے قلبی اور روحانی میل کچیل، نجاست و خباثت کو اُسی طرح دور کرتی تھی جس طرح مادرِ مہربان اپنے ننھے ننھے بچوں کے جسم اور کپڑوں سے ظاہری نجاستوں کو دور کرتی ہے !

اگرچہ یہ جملہ ﴿ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ [۱] ''پڑھتا ہے بندگانِ خدا پر تیری آیتیں اور اُن کو خدا کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے'' قرآن شریف کے الفاظ اور اس کے معانی کی تعلیم اور احکامِ شرعیہ کے علل و اسباب کی تدریس پر دلالت کرتا ہے ! تو جملہ ﴿ يُزَكِّيْهِمْ ﴾ ''اور پاک وصاف ان کو کرتا ہے'' اسی باطنی تزکیہ اور روحانی تجلیہ پر شاہد عدل ہے ! اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقاصد ہیں جن پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے ! !

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَهٗ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ . [۲]

''آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دے کر اُس کو اُمت کا پیش خیمہ (سامانِ قیام و طعام وغیرہ درست کرنے والا) اور آگے جانے والا بنا دیتا ہے ! اور جب کسی قوم کے عذاب کا اِرادہ کرتا ہے تو قوم کو پیغمبر کی زندگی میں ہلاک کر دیتا ہے کہ پیغمبر اُن کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور اس کے احکام و اَوامر کے خلاف کیا تھا''

---

[۱] سورۃ البقرۃ : ۱۲۹ [۲] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اذا اراد اللّٰہ تعالیٰ رقم الحدیث : ۵۹۶۱

سچے متبعین اور اَربابِ عقل وفہم پر (اس خاص مہینہ کے ظہور کرتے ہوئے جو کہ نہ صرف ولادت باسعادت کا مبارک وقت ہے بلکہ ہجرت بھی (جس کے ذریعہ سے شوکتِ اسلام کا آفتاب روز افزوں ترقی کرتا ہوا نمودار ہوا) اسی مبارک مہینہ میں واقع ہوئی ہے اور وفات مبارک بھی (جو کہ اُمت کے لیے عالمِ برزخ اور بارگاہِ رب العزت میں ذریعہ صد ہزار رحمت ومغفرت ہے) اسی مہینہ میں واقع ہوئی ہے) ! ! جنابِ رسول اللہ ﷺ کے مقصدِ بعثت آپ کے طرزِ عمل اور آپ کی تلقین کا وہی جذبہ منعکس ہوجانا چاہیے جس کا روشن چراغ آپ کے قلبِ مبارک اور رُوحِ پُر فتوح میں ہمیشہ نور افشاں رہا، اُمورِ زائدہ جو دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں رونما ہوگئے ہیں وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں، ہماری ہمت تمام عالمِ انسانی کی اصلاح اور خیر خواہی کی طرف متوجہ ہونی چاہیے ! ہم کو اِس مبارک مہینہ میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی بتلائی ہوئی باتوں، آپ کی لائی ہوئی شریعت، آپ کے اوصافِ حسنہ اور تعلیم وغیرہ پر کاربند ہونے اور جناب کے نمونہ پر بن جانے کے لیے عزمِ مصمم میں نہ صرف تجدید پیدا کرلینا چاہیے بلکہ اس کی عملی کارروائی بھی بڑے پیمانہ پر ہویدا کرنی چاہیے ! !

غرضیکہ ہم تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کا نشاط اور اُس کی گرمی اور قوتِ عزم اس ماہ میں اُسی طرح پیدا کریں جیسا کہ آپ میں تھی ! اور جیسی ایک سچے فدائی اور مخلص تابعدار میں ہونی چاہیے ! غیروں سے بھی ویسا ہی طرزِ عمل اختیار کریں اور اپنوں سے بھی وہی صورت پیدا کریں ! !

اخلاقِ نبوی :

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ان ہی مقاصدِ عالیہ کی غرض اور تمام عالمِ انسانی کی بہبودیٔ دنیا وآخرت کی وجہ سے ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں، اپنی راحت وآرام کو ترک کردیا، لوگوں کی سخت اور سست باتوں کی پرواہ نہ کی اور سہتے رہے، عزت وناموسِ ظاہری کو خاک میں ملادیا، اہل وعیال رشتہ ناطہ سب کو خیر باد کہہ دیا مگر اپنے کام اور ارادہ میں فتور نہ آنے دیا ! دشمنوں کی گالیوں کا بدلہ صَفْحٌ جَمِیْلٌ سے دیا ان کے مظالم کا مقابلہ صبرِ جمیل سے کیا، ان کی خود غرضیوں اور جہالتوں کا عوض ہجرِ جمیل اور خاموشی کو بنایا،

دشمنوں نے ہر قسم کی وحشت و بربریت کو اختیار کیا مگر آپ نے انصاف وعدالت وخیر خواہی اور ہمدردی ہی کو سامنے لانا ضروری سمجھا، انہوں نے رشتہ داری کو قطع کیا مگر آپ نے رشتوں کی رعایت اور صلہ رحمی میں سرِ مو فرق نہ آنے دیا، انہوں نے نت نئے مظالم توڑے وحشت و بربریت کے مظاہرے کیے مگر آپ نے اپنی مروّت، سیر چشمی، عالی حوصلگی، بہادری، انسانیت، اخلاقِ حسنہ کو آخر دم تک نبھایا، مکارم اخلاق کا وہ عملی گلدستہ پیش کیا کہ وہ وحشی قوم جو اپنی جہالت اور بداخلاقیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھی مردم آزاری نخوت وغرور وغیرہ میں اس کا پلہ تمام اقوامِ دنیا سے زیادہ بھاری تھا وہ سب کی سب نہایت تھوڑی مدت میں جان و مال عزت اولاد سب کچھ قربان کرنے کے لیے صرف تیار ہی نہیں ہوگئی بلکہ اس نے ایسا ثبوت دے دیا کہ جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آج تک کوئی تاریخ پیش نہیں کرسکتی ! اس کے قلوب واَرواح خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی محبت اور خوف سے بھر گئے، اس کے ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضاء خداوندی خوشنودی کے بندے بن گئے، ان میں علمی تموج اور اخلاقی انقلاب ایسا رونما ہوگیا کہ وہ تمام اقوامِ عالم کے معلم اور رہنما ہوگئے، ان میں اصول جہانبانی اور قوانینِ اصلاحِ عالمِ انسانی کے ہر ہر شعبہ نے اس طرح جگہ کرلی کہ نہایت قلیل مدت میں ہجرِ ملائک سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں تک اور کوہِ ارال [۱] سے لے کر صحرائے افریقہ تک امن واَمان، عدل وانصاف، معرفت اور علم، تمدن وسیاست، عروج وترقی پھیلا دیا ! اقوام عالم اس صداقت اور حقانیت کو دیکھ کر برضاء رغبت اسلام کی حلقہ بگوش ہوکر ﴿ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴾ کے سماں میں آگئیں اور پھر ان حدود سے بھی متجاوز کر کے بحرالکاہل [۲] اور بحرِ منجمد شمالی [۳] تک بھی اسلام کا دریا موجیں مارنے لگا ! !

ہندوستان میں جو حالت ہم مسلمانوں کے لیے موجودہ حکومت اور برادرانِ وطن کے معاملات کی وجہ سے نزاکت اختیار کرتی جارہی ہے اس کے لیے بھی ہم کو آج یہ مبارک مہینہ وہی روشنی یاد دلا رہا ہے اور اُسی چمک میں آنے کے لیے بلا رہا ہے، ہمارے لیے جو شاہراہِ عمل اسلام اور اس کے مقدس بانی نے تیار کردی ہے، اسی کا اختیار کرنا ہمارے لیے ہر طرح موجبِ فلاح و بہبودی ہوسکتا ہے ! !

---

۱ Ural Mountains ۲ Pacific Ocean ۳ Arctic Ocean

اسلام کا مقصد اصلاحِ خُلق :

جبکہ اسلام کا نشو ونما اور اُس کا اطرافِ عالم میں پھیلنا محض بیمارانِ عالمِ انسانی کی مداوات کی غرض سے ہوا ہے اس کی اصل غرض اور غایت اور توجہ محض اصلاحِ خُلق ہے ! ملک گیری، خزانوں کا جمع کرنا، اقوامِ عالم کو غلام بنانا، شہنشاہی قائم کرنا، وغیرہ وغیرہ وہ نجس اور منحوس مقاصد نہیں ہیں جو اسکندر، رومی، چنگیز خاں، ہلاکو خاں، یورپین طاقتوں وغیرہ کے رہے ہیں وہ اپنی فوجی طاقتوں کا مظاہرہ کرنا نہیں چاہتا، وہ اپنی مالی اور تجارتی قوتوں سے اقوامِ عالم کی اقتصادی قوت اور معیشت کو برباد کرنا نہیں روا رکھتا، وہ کسی قوم اور شخصیت کا بندگانِ خدا کو پرستار بنانا نہیں چاہتا، وہ کسی رنگ کسی ملک کسی زمین کو انسانی دنیا میں فوقیت دینا گوارا نہیں کرتا، وہ ہر ایک اُس انسانی فرد کو برتری اور بزرگی کا گرانبہا تمغہ عطا کرتا ہے جو اصلاح کو قبول کرتا ہوا متقی اور پرہیزگار بن جائے خواہ کسی قوم کا ہو کسی رنگ کا ہو کسی زبان کا ہو ! !

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (سورۃ الحجرات : ۱۳)

''اے لوگو ! ہم نے تم کو ایک مرد (حضرت آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حضرت حوا علیہا السلام) سے پیدا کیا ہے اور تم کو تمیز اور پہچاننے کے لیے مختلف خاندان بنائے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑائی اور بزرگی تم میں سے زیادہ پرہیزگاروں کی ہے''

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ﴾ (سورۃ الحجرات : ۱۰)

''ایمان لانے والے سب کے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لیے تم بھائیوں میں صلح کراؤ''

اسلام کو حقیقت میں اقوامِ عالم اور مذاہبِ دنیا کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ ایک شفیق حکیم کو مریضوں کے ساتھ اور ایک سمجھدار اور مہربان مربی کو اپنے بچوں اور اہلِ خاندان کے ساتھ ہوتی ہے لہٰذا اسلام کو ضرور بالضرور اُن ناسمجھ اور نادان مریضوں اور بچوں اور جاہل بے وقوف اہلِ خاندان سے طرح طرح

کی تکلیفوں اور نا انصافیوں کا دوچار ہونا لازم ہے، وہ جو کچھ جور و جفا بے عقلی اور بے انصافی کریں ان کی طبعی اور لازمی بات ہوگی اور اس مصلح حکیم کو جس قدر فراخ دلی اور عالی حوصلگی ہمدردی، تحمل و برداشت وغیرہ کرنا پڑے اُس کا فرضِ منصبی ہوگا ! ہاں جس طرح ایک طبیبِ حاذق اور شفیق ڈاکٹر کا فرض یہ بھی ہوگا کہ اگر مریض میں مادّہ فاسد نہایت شد و مد سے جاگزیں ہو کر تمام جسم کو خراب کر رہا ہو آئندہ کو اُس سے طرح طرح کے اندیشے ہوں اور کسی صورت سے اس کا دبانا اور تحلیل کرنا ممکن نہ ہو تو مسہل کے ذریعہ یا نشتر کے وسیلہ سے اس کا اس قدر اخراج کر دے کہ جسم کی اصلاح ممکن ہو جائے، اسی طرح کبھی کبھی مخصوص صورتوں اور احوال میں اسلام کو بھی محض اصلاحِ عالمِ انسانی کی غرض سے تلوار اُٹھا کر شخص اکبر (عالمِ شہادت) کو مسہل دینا اور اس کے دُنبل [۱] میں نشتر لگا کر مادّہ فاسد کو نیست و نابود کر دینا ضروری ہوگا جس کو ''جہاد'' کہتے ہیں ! ! [۲]

جب عقلمند اور بے وقوف، متمدن اور وحشی، متبع قانون اور آزاد [۳]، عالم اور جاہل کا مقابلہ ہوگا تو ہمیشہ صنفِ اوّل پر اُن اُن مظالم کی بوچھاڑ ہوگی کہ وہ خود اُن کے کرنے سے عاجز ہوگی اس کو عقل و تمدن قانون اور علم میدانِ انتقام میں بے وقوفی، وحشت آزادی اور جہالت کی کارروائیوں سے روکیں گے اور مجبور کریں گے کہ وہ اس جگہ میں انسانیت اور قانون کو ہاتھ سے نہ جانے دے مگر صنفِ ثانی حق کو چھپائے گی سچائی کو دبائے گی خود غرضی کی داد دے گی اور تعصب پر کار بند ہوگی، باطل پرستی اپنا شعار بنائے گی، نہایت شرمناک پروپیگنڈا کر کے اہلِ حق کو اور صنفِ اوّل کو بدنام کرے گی اور اپنے آپ کو بے قصور دکھلاتی ہوئی ہر قسم کی قوتوں سے کام لے گی ! یہ معاملہ اسلام کے ساتھ دوسری قوتوں اور اغیار کا ہمیشہ سے رہا ہے، کوئی نئی بات نہیں ہے مگر ہر زمانہ میں مقدس بانیٔ اسلام

---

[۱] پھوڑا [۲] یعنی تصور یہ ہے کہ پورا عالم انسانی ایک جسم ہے اور یہ اکابر مجرمین فرعون صفت جو راہِ حق میں حائل ہیں جنہوں نے دوسرے انسانوں کو یہاں تک دبا رکھا ہے کہ وہ اپنے متعلق اپنے ضمیر کی آواز پر بھی آزادی سے عمل نہیں کر سکتے، یہ فرعون صفت سرغنہ جسمِ انسانی کا دُنبل ہیں جس کے متعدی اثرات پورے جسم کو فاسد کر رہے ہیں پس اِس مادّہ فساد کا آپریشن کر دینا ضروری ہے، جہاد کی حدت و شدت اِسی آپریشن کی حد تک رہتی ہے اور یہی اس کی غرض و غایت ہے ! [۳] آوارہ

اور اس کے متبعین مسلمانوں نے حق وصداقت عدل وتہذیب کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا، ان کی جہالت وگمراہی کا جواب جہالت وگمراہی سے نہیں دیا

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [1]

''اے ایمان والو ! ہوجاؤ تم اللہ تعالیٰ کے لیے (اس کی خوشنودی کی غرض سے) پوری پابندی کرنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی ادا کرنے والے ! اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ اور برانگیختہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف نہ کرو ! عدل کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے ! اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے''

﴿وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ (سورۃ المائدہ : ۲)

''تم کو کسی قسم کی دشمنی اور بغض اس بنیاد پر کہ انہوں نے تم کو خانہ کعبہ سے روک دیا ہے اس پر برانگیختہ اور آمادہ نہ کردے کہ تم حد سے آگے بڑھ جاؤ اور تعدی کرنے لگو اور بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وتعدی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ خداوند کریم سخت بدلہ لینے والا ہے''

ان ہی احکام کی بنا پر آنحضرت علیہ السلام اور اسلاف کرام ہمیشہ موافق اور مخالف دشمن اور دوست کو عدل اور انصاف کی نظروں سے دیکھتے رہے، دشمنوں کی جفاکاریوں کو ہمیشہ قانونِ الٰہی کی پابندیوں کی بنا پر اور اپنے ارادہ اور نصیحت وخیرخواہی کی وجہ سے پس پشت ڈالتے رہے، کبھی عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ! ! (جاری ہے)



[1] سورۃ المائدۃ : ۸

لاکھوں سلام

تاجدارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام — شہریارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
سیّدُ الاوّلیں ، سیّدُ الآخریں، — نامدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
فخرِ اولادِ آدمؑ پہ اربوں دُرود — اِفتخارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وُہ جب آئے ، جہاں میں بہار آگئی — نوبہارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جلوہ گاہِ محمّدؐ وہ غارِ حرا — جلوہ زارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جبرئیلؑ امیں ، مرحبا مرحبا — رازدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
نوُر پاشِ رسالت پہ دائم دُرود — نوُر بارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وُہ جو فاران کی چوٹیوں سے اُٹھا — شہسوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس پہ ختمِ نبوّت کا دارومدار — اُس مدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر نبیؑ کی رسالت ہوئی معتبر — اِعتبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
رُوکشِ حُسنِ یوسُفؑ ہے جس کا جمال — اُس نگارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
سدرۃُ المنتہیٰ جس کی گردِ سفر — راہوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
بدر میں تو نزولِ ملائک ہُوا — کارزارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
کیا کہوں جو اُحُد سے محبت رہی — کوہسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جو قدومِ مُبارک کی زینت رہا — اُس غبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
کوئی دیکھے رفاقت ابوبکرؓ کی — یارِ غارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ ! فاروقؓ کا دبدبہ — ذی وقارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
بہرِ عثمانؓ رضواں کی بیعت ہوئی — جاں نثارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
مُرتضیٰؓ باب شہرِ علومِ نبیؐ — شاہکارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس کے دو پھول پیارے حسنؓ اور حسینؓ — شاخسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر صحابیؓ نبیؐ پر تصدّق رہا — جاں نثارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ساری اُمّت پہ ہوں اَن گنت رحمتیں — پاسدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کو ترسا کیے چشم و دلِ اے نفیسؔ
اُس دیارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

ناچیز : نفیس الحسینی، لاہور

خطبات سید محمود میاںؒ

(۸)

محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیش نظر انہیں ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

نبی علیہ السلام کی مدینہ منورہ تشریف آوری

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ / ۲۸ر مارچ ۲۰۱۴ء)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

گزشتہ جمعہ ہم نے بتلایا تھا کہ اسلام میں جو مشہور اور چھوٹے بڑے جتنے بھی معرکے ہوئے ہیں، یہ کیوں ہوئے ؟ ان کی وجوہات کیا تھیں ؟ اس سلسلے میں کچھ چیزیں آپ کو پہلے بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے، آپ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ سے پہلے ایک بستی قباء میں چودہ دن قیام فرمایا، مختلف روایتیں ہیں اور پھر وہاں چودہ دن قیام کے بعد جمعہ کے دن نبی علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے !

نبی علیہ السلام کا استقبال :

مدینہ کے لوگ بہت خوش تھے، تمام قبیلے والوں نے نبی علیہ السلام کا استقبال کر کے آپ کو

اپنے اندر گھیر لیا اور قباء سے مدینہ تین چار میل کا فاصلہ بڑے جوش وخروش سے طے کیا، نبی علیہ السلام اونٹنی پر تشریف فرما تھے اور آپ کے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور باقی سب حضرات ساتھ پیدل چل رہے تھے اور پورے مدینے میں ایک جوش تھا، عورتیں بچے چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے اور استقبال اور اکرام اور جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی صدائیں لگ رہی تھیں کہ اللہ کے رسول آ گئے ، اللہ کے رسول آ گئے ﷺ ہر ایک کی خواہش تھی کہ ہمارے ہاں ٹھہریں ہمارے محلے میں رک جائیں ہر ایک روکتا تھا کہ یہاں رک جایئے ، یہاں رک جایئے ! آپ نے اونٹنی کی لگام چھوڑ دی اور فرمایا کہ جہاں یہ بیٹھے گی وہی میرا ٹھکانہ ہوگا اللہ کی طرف سے ! چنانچہ آپ چلتے رہے حتی کہ ایک جگہ تھی وہاں جہاں صحابہ کرام پہلے سے نماز بھی پڑھا کرتے تھے اس جگہ بکریاں بھی باندھتے تھے وہاں کچھ اپنا کھیتی باڑی کا کام بھی ہوتا تھا وہاں پر اونٹنی بیٹھ گئی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا بس یہی میرا ٹھکانہ ہوگا ! !

مسجد نبوی کی تعمیر :

پھر وہاں پر نبی علیہ السلام نے اس جگہ سے متعلق دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ یتیم بچوں کی ہے ! ان سے جگہ خریدنے کا کہا تو انہوں نے کہا ہم ایسے ہی دیں گے ! آپ نے فرمایا نہیں، ایسے نہیں لوں گا پیسوں سے لوں گا خریدوں گا پھر لوں گا ! انہوں نے کہا نہیں، ایسے ہی ! آپ نے فرمایا نہیں پیسے دے کر خریدوں گا ! بچے بھی تھے یتیم بھی تھے تو نبی علیہ السلام نے وہ جگہ خریدی، غالباً حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قیمت ادا کی اپنے گرہ سے اور وہاں مسجد قائم ہوگئی ! جگہ صاف کی گئی اس کے ساتھ دو حجرے بنائے گئے نبی علیہ السلام کے قیام کے لیے، ازواج مطہراتؓ کے رہنے کے لیے ! !

حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام :

لیکن اس میں وقت لگنا تھا تو اس کے قریب حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مکان تھا تو انہوں نے پیش کش کی کہ میرے گھر پر قیام فرمائیں قریب بھی تھا، اس سے پہلے سب کی

خواہش تھی قرعہ بھی ڈالا تھا لوگوں نے کہ اللہ کے نبی آنے والے ہیں دیکھیں کس کے گھر ٹھہرتے ہیں اور قرعہ میں ابوایوب انصاری کا ہی نام نکلا تھا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو انہوں نے اپنے مکان کی پیش کش کر دی، دومنزلہ مکان تھا تو آپ نے فرمایا میں نیچے ٹھہروں گا کیونکہ لوگ آنے جانے والے بہت ہوتے ہیں ملنے والوں کو دِقت ہوگی تو نبی علیہ السلام نیچے کی منزل میں ٹھہرے ! چند ماہ نبی علیہ السلام وہیں ٹھہرے جب مکان اور مسجد کچھ بن گئی اور حجروں کے کمرے تیار ہو گئے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ ان حجروں میں منتقل ہو گئے اور ایک معمول کی زندگی شروع ہوگئی ! [1]

آسانی کے ساتھ ساتھ مشکلات بھی :

ایک تو آسانی ہجرت سے یہ ہوگئی کہ اللہ کی عبادت آزادی سے کرنے لگ گئے ! نماز، روزہ قرآن کی تلاوت، مذہبی جتنے معاملات تھے جن کی وہاں پابندی تھی اس سے آزاد ہو گئے لیکن مشکلات ختم نہیں ہوئیں مشکلات تو اور بڑھ گئیں کیونکہ اپنا دیس چھوڑ کر مہاجرین دوسرے دیس میں آ گئے تو اپنے مکان کا عادی آدمی ہو جائے اور کسی ویرانے میں بیٹھنا پڑ جائے اللہ تعالیٰ بچائے آزمائش سے، کیا گزرتی ہے ؟ کہاں اپنا مکان، اپنے بچے، اپنی بیوی، اپنا گھر، اپنا اصطبل، اپنا گیریج، سب ختم ! ! تو رہنے کو جگہ نہیں تھی، کوئی بڑے مہمان خانے بھی نہیں تھے کہ اتنے سارے مہاجرین کو وہاں رکھیں، مکان بھی فالتو نہیں تھے کہ وہ کرایہ پر لے لیں کہ چلو ہم کرایہ دے دیں گے مزدوری کر کے، انصار سے مکان لے لیں تو ان کے پاس بھی فالتو نہیں تھے فالتو ہو تو کرایہ پر دیں، جس میں خود رہ رہا ہو آدمی اس مکان کو تو کرایہ پر نہیں دے سکتا تو خود کہاں جائے گا ؟

مہاجرین اور انصار میں مواخات :

تو نبی علیہ السلام نے اس کا حل یہ کیا کہ مہاجرین اور انصار میں مواخات کرا دی ! ''انصار'' کا مطلب ہے مددگار کیونکہ مدینہ منورہ کے لوگ مددگار تھے اور ''مہاجرین'' جو دین کی خاطر اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے، ان دونوں میں مواخات کرا دی بھائی بھائی بنا دیا ! ایک صحابی کو اِس کا

[1] صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی ﷺ رقم الحدیث ۳۹۰۶

اور ایک صحابی کو اُس کا، مہاجر کو فلاں انصاری کا، اب یہ جیسے سگے بھائی ہوتے ہیں ویسے ہو گئے، ایک اللہ نے بنایا ہے سگا بھائی وہ زیادہ مضبوط ہے اللہ کا بنایا ہوا اور ایک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بنایا وہ بھی مضبوط تھا لیکن اس سے کم درجے کا لیکن وہ بھی بھائی ہو گئے جس کی وجہ سے مہاجرین انصار کے ترکہ میں حصہ دار ہو گئے ! جو بھائی کا حصہ ہے وہ ان کا ہو گیا تھا کیونکہ اللہ کے رسول نے بھائی بنایا، ہم ایک دوسرے کو بھائی بنا دیں تو ایسی چیز نہیں ہو گی بس بھائی تو پہلے ہیں ہی مسلمان سارے، مزید ذرا دوستی اور محبت بڑھ جائے گی لیکن وارث نہیں بنے گا ایک دوسرے کا ! لیکن رسول اللہ ﷺ نے جو بھائی بنایا تو وہ سگے بھائیوں کی طرح ہو گئے چنانچہ انصار نے بڑی زبردست مثال دی ! !

مہاجرین کی غیرت :

اُدھر مہاجرین کی غیرت کا یہ حال تھا کہ وہ یہ چاہتے نہیں تھے کہ ہم کسی پر بوجھ بنیں، ہمارے کھانے کا ذمہ کسی پر آئے اور ہم بیٹھے رہیں، ہمارے کپڑے کا، رہنے کا بوجھ، صحابہ کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی تھی، عالم ہونا تو دور کی بات ہے جاہل بھی اگر سمجھدار ہو تو اُس کی غیرت بھی اس کو گوارا نہیں کرتی کہ میں کسی پر بوجھ بنوں، دیندار اور عالم اور علماء اس چیز کو کبھی گوارا نہیں کرتے کہ وہ کسی پر بوجھ بنیں، انہیں یہ پسند نہیں تھا ! !

تو نبی علیہ السلام نے بھائی بنا دیا، بھائی بن کر یہ حال ہوا کہ ایک صحابی تھے حضرت سعد نام تھا ان کا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ان کا بھائی بنایا بہت مالدار تھے وہ اپنے گھر لے گئے انہیں، بھائی بن گئے، پردہ تھا نہیں، اس وقت تک پردے کے احکام نہیں نازل ہوئے تھے پردہ کا حکم بعد میں نازل ہوا ہے اس لیے پردے کا تو تھا نہیں، آمد و رفت ہوتی تھی عورتیں بھی اسی طرح آتی تھیں باہر جاتی تھیں، سر پر دوپٹہ رکھ لیتی تھیں بس، اتنا ہو گیا باقی پردہ نہیں تھا تو انہوں نے انہیں اپنے گھر میں رکھا اور کہا کہ یہ میرا مال آدھا تمہارا آدھا میرا ! مال آدھا کون دے کسی کو ؟ مالدار کا تو مال بھی زیادہ ہو گا ! اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو یہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا ! میری پسند نہیں کہا کہ میں اس کو رکھ لوں گا اسے چھوڑ دوں گا، ان پر چھوڑ دیا جس کو تم پسند کرو

اس کو میں طلاق دے دوں گا اس کے بعد تم اس سے نکاح کرلو کیونکہ اللہ کے رسول نے تمہیں بھائی بنا دیا ہے ! اب تم میرے بھائی ہو میرے اوپر تمہارا حق ہے جیسے میں اپنے لیے پسند کروں گا ویسے تمہارے لیے پسند کروں گا ! یہ بہت بڑا ایثار اور قربانی تھی !

صحابہ کرامؓ کا مزاج :

لیکن میں نے عرض کیا ہے کہ صحابہ کا یہ مزاج نہیں تھا کہ وہ کسی پر بوجھ بنیں، پہلے ہی ان کے احسانات تھے بہت، تو مزید لیں ؟ یہ مثال دی تھی، انہوں نے فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ مَالِكَ وَ اَهْلِكَ ۔ ''اللہ تمہارے مال میں بھی برکت دے تمہارے اہل میں بھی برکت دے'' مجھے کوئی بازار بتاؤ میں وہاں جا کر محنت مزدوری کرسکوں ایسے نہیں بیٹھوں گا ! اور کوئی ہوتا کہتا یہ تو بڑا اچھا معاملہ ہوگیا میں بیٹھے بیٹھے جاگیردار بھی بن گیا بیوی بھی مل گئی بس ٹھیک ہے ادھر ہی رہیں گے ہم، انہوں نے کہا نہیں مجھے جگہ بتاؤ انہوں نے بتا دیا وہاں کچھ کاروبار، چنانچہ وہ پھر بازار گئے انہوں نے اس طرح کیا کہ پنیر لے گئے، پنیر کے بدلے وہاں یہ ہوتا تھا مکھن خرید لیا، مکھن دے کے پنیر لے لیا، کھجوریں دے کر گھی لے لیا، ستو دے کے فلاں چیز خرید لی، اس طرح چلتے تھے بہت سے کاروبار ! درہم دینار بھی چلتے تھے لیکن جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ پھر ایسے کر لیتے تھے، کہیں مزدوری کر لی مزدوری میں پنیر مل گیا ستو لے لیا گھی لے لیا اجرت میں پھر اسے بازار میں بدل دیا پھر اور بڑھا وہ اس طرح کام کرتے رہے، تھوڑے ہی عرصہ بعد مضبوط ہوگئے اتنے مضبوط ہوئے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا یہ تمہارے کپڑوں پر رنگ کیسا ہے ؟ کوئی رنگ لگا ہوگا کوئی گھر میں سے لگ گیا ہوگا، کہنے لگے کہ یا رسول اللہ شادی کر لی، فرمایا: اچھا معاش مبارک ہو، بہت اچھی بات ہے یعنی اس قابل ہوگئے کہ وہ شادی کرسکیں وہاں پر، اپنے بازو سے کما کر پھر شادی کی، پوچھا کیا مہر دیا ؟ کہنے لگے میں نے سونے کی ایک ڈلی مہر میں رکھی، اتنا آ گیا مال کہ سونے کی ڈلی کے قابل ہوگئے تو انہوں نے پھر ولیمہ کیا ! فرمایا کہ میں نے یہ کیا تو دیگر صحابہ نے بھی اس طرح کیا ! !

مواخات میں وراثت کب تک چلی ؟

اور یہ وراثت چلتی رہی غزوہ بدر تک کیونکہ بہت تنگ حالات تھے صحابہ کے، مہاجرین جو تھے یہ کھیتی باڑی نہیں جانتے تھے، مکہ میں تو زمین ہی بنجر تھی اس لیے اس فن سے واقف نہیں تھے، کھیتی باڑی کیسے ہوتی ہے ؟ مدینہ منورہ کی زمین ذرخیز تھی یہاں کے لوگ انصار کھیتی باڑی جانتے تھے اور مکہ مکرمہ کے لوگ تاجر تھے تجارت جانتے تھے چنانچہ انہوں نے یہی کہا کہ مجھے بازار بتاؤ، میں تجارت کروں گا، تجارت کی انہوں نے ، پھر وہاں پر رہے اور غزوۂ بدر تک یہ بھائی بنے رہے ایک دوسرے کے ! جب بدر کا غزوہ ہوا تو پھر صحابہ کے حالات کچھ تھوڑے سے بہتر ہو گئے تو یہ مواخات تو قائم رہی لیکن وارث بننے کا عمل ختم کر دیا نبی علیہ السلام نے کہ وارث نہیں ہوں گے ! کیونکہ ان کو بھی اللہ نے مضبوط کر دیا ان کے حالات اب بہتر ہو گئے ! !

اس کے بعد نبی علیہ السلام نے یہاں پر کیا کیا ؟ یہاں تشریف لانے کے بعد ایک سال گزرا اور دوسرا سال شروع ہی ہوا کہ بدر کا معرکہ ہو گیا، وہ کیوں پیش آیا ؟ نبی علیہ السلام نے یہاں پر کیا کیا، کیسے کیا ؟ اس پر اللہ نے چاہا تو اگلے جمعہ بیان کریں گے اللہ تعالیٰ عمل کی اور سمجھ کی توفیق عطا فرمائے، آمین ! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

درسِ حدیث (۸) اسلامی مارشل قوانین (حصہ ششم)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیشِ نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

فوج کو محاذ پر بھیجتے وقت عسکری ہدایات

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

(۷/ جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ / ۹/ مارچ ۲۰۱۴ء)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

امام محمد رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اپنی کتاب اَلسِّیَرُ الکَبِیْر میں ایک باب باندھا ہے بَابُ وَصَایَا الاُمَرَاءِ ''امیروں کو ہدایات'' یعنی فوج کو کسی محاذ پر بھیجتے وقت کیا کیا خاص ہدایات ہونی چاہییں ؟ اس میں سب سے پہلی روایت ابْنِ بُرَیْدَۃَؓ کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللّٰہ علیہ سے نقل کی ہے اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا بَعَثَ جَیْشًا اَوْ سَرِیَّۃً قَالَ لَھُمْ جب کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر کسی مہم پر بھیجتے تو انہیں سب سے پہلی ہدایت یہ فرماتے اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰہِ کہ جاؤ بڑھو، جہاد میں آگے قدم بڑھاؤ اللہ کے نام سے ! سب سے پہلے ان کا تعلق اللہ کی ذات سے جوڑتے اور اللہ کی ذات کی طرف متوجہ کرتے کیونکہ اللہ ہی کی طرف سے ہر قسم کی مدد اور نصرت آتی ہے اور ہر شر سے حفاظت سوائے اس کے کسی سے نہیں ہوتی !

اللہ کی مدد اور نصرت :

نبی علیہ السلام یہ بات سمجھا دیتے کہ تمہارے افراد کی تعداد، تمہارے ہتھیار، تمہاری جدوجہد، تمہاری منصوبہ بندی، جنگی نقشے بنانا یہ سب اُسی وقت کارگر ہوں گے جب اللہ کی مدد اور نصرت شاملِ حال ہوگی ! اس طرف توجہ پھیرتے تھے کیونکہ انسان کی توجہ عام طور پر اُن چیزوں کی طرف زیادہ جمتی ہے اور جلدی جاتی ہے جو نظر آتی ہوں، سامنے ہوں، حسی چیزوں پر زیادہ خوش ہو جاتا ہے اور اعتماد کرتا ہے ! تو ان پر ایک حد تک اعتماد تو درست ہے لیکن انحصار اُن پر درست نہیں ہے ! انحصار اور اعتماد سمجھایا گیا کہ اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے ! !

یہ وہ بات ہے جو ہر مسلمان جرنیل کو سکھائی جائے، چاہے وہ پاکستانی فوج کا ہو، چاہے وہ سعودی عرب کی فوج کا ہو، چاہے بنگلہ دیش کی فوج کا ہو، جس فوج کا بھی ہو اُنہیں یہ باتیں بتانی ضروری ہیں ! اس کی برکت سے مادّی قوت میں اللہ کی مدد سے طاقت پیدا ہوتی ہے، معنوی طاقت جو دشمن پر رعب پیدا کرتی ہے ! یہ بات سب سے پہلے نبی علیہ السلام سکھاتے تھے ! !

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اَلسِّیَرُ الصَّغِیْر کو بھی اسی سے شروع کیا ! امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذکر کی بَعَثَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَزِیْدَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ عَلٰی جَیْشٍ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یَزِیْد بِنْ اَبُوْ سُفْیَانَ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید کو بھیجا اور پھر ساتھ چلے اور نصیحت فرمائی ہدایات فرمائیں ! !

''یزید'' نام نفرت کی علامت بن گیا :

حضرت ابوسفیانؓ کے ایک بیٹے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، ان کے ایک بیٹے یزید بھی تھے، پھر حضرت معاویہؓ کے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی ''یزید'' تھا، تاریخ میں یزید تو بہت بڑے بڑے لوگوں کے نام ہوئے ہیں، اچھے لوگوں کے بھی ہوئے لیکن وہ ''یزید'' جو تھا اس نے ایسی حرکتیں کیں جس کی وجہ سے قیامت تک امت میں یہ نام لوگوں میں ایک نفرت کی علامت بن گیا ! لوگ اپنے بچوں کا یہ نام بھی نہیں رکھتے، گالی بن گیا ! حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا،

مدینہ منورہ پر حملہ کیا، تین دن مدینہ منورہ کو حلال رکھا اور ایسی خرافات اس نے کیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے نام کو گالی بنا دیا ! !

بہرحال حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید کو بھیجا اور پھر ساتھ چلے اور نصیحت فرمائی ہدایات فرمائیں، اس میں معلوم ہو رہا ہے کہ جو فیلڈ مارشل ہو وہ ساتھ بھی چلے ثواب کے لیے ! ! ایک فوجی ضابطہ ہے، فوجی ضابطے کے لیے اس کا ساتھ چلنا ضروری نہیں ہے، اسلامی فوج میں دو چیزیں ہیں، ایک فوجی ضابطے اور ایک اللہ کی مدد اور ثواب ! ! کافروں کی فوج میں ثواب کا تصور نہیں ہے، مسلمانوں کی فوج میں ثواب، عذاب یہ سب چیزیں آتی ہیں، جائز ناجائز آئیں گی، کافروں کے ہاں جائز ناجائز نہیں ہے، ان کے ہاں رولز آئیں گے جو ہر ملک نے اپنے بنا رکھے ہیں بس اس پر کہتے ہیں کہ یہ قانون ہے، یہ قانون نہیں ہے ! جبکہ دوسرے ملک نے اس کو غلط کہہ رکھا ہوگا، وہاں کہیں گے یہ قانون نہیں، ایک ملک نے قانون بنا رکھے ہیں کہیں گے کہ یہاں کا یہ قانون ہے ! !

اسلامی قوانین کا معیار :

اسلام کا معیار اور طرح کا ہے اس میں قانون وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے اپنے مشورے سے یا اجماعِ امت سے جو طے ہو جائے وہ قانون ہے وہ اٹل قانون ہے ! !

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ چلے اور نصیحت فرمائی ہدایات فرمائیں ان کو اور جب یہ چلنے لگے تو یَزِیْد بِنْ اَبِیْ سُفْیَانَ نے کہا یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہْ کہ اے اللہ کے رسول کے خلیفہ اَنَا الرَّاکِبُ وَاَنْتَ الْمَاشِیْ میں تو سوار ہوں آپ پیدل چل رہے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے بے ادبی ہے ! فَاِمَّا اَنْ تَرْکَبَ وَاِمَّا اَنْ اَنْزِلَ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا پھر میں بھی اُترتا ہوں، پیدل چلتا ہوں ! تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا مَا اَنَا بِالَّذِیْ اَرْکَبُ وَلَا اَنْتَ بِالَّذِیْ تَنْزِلُ نہ میں سوار ہوں گا، نہ تم اُترو گے اسی طرح چلتے رہو ! تم سواری پر رہو اور میں پیدل ساتھ چلوں گا ! !

اِنِّیْ اَحْتَسِبُ خُطَایَایَ ھٰذِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ میں اپنے ان قدموں کا اللہ سے اجر وثواب کی اُمید رکھتا ہوں، اس لیے پیدل چل رہا ہوں تھوڑی دیر تا کہ اللہ تعالیٰ سے اس جہادی مہم پر جو تم جا رہے ہو ان کا تو حصہ تھا ہی تھا یہ تو کمان کر رہے تھے ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان کا تو ہر چیز میں حصہ ہے جو بھی جو کارروائی جہاں کرے، لیکن ایک اپنا عملی جذبہ بھی تھا کہ اس مہم پر تم جو جا رہے ہو میں اس میں اللہ تعالیٰ سے اجر اور ثواب کی امید رکھتا ہوں ان قدموں پر جو میں اُٹھا رہا ہوں تمہارے ساتھ ! !

غازیوں کے ساتھ مشایعت :

اس میں امام محمدؒ ایک حدیث نقل کرنے کے بعد بتاتے ہیں فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ یَنْبَغِیْ لِلْمَرْءِ اَنْ یَّغْتَنِمَ الْمَشْیَ فِیْ تَشْیِیْعِ الْغُزَاۃِ غازیوں کے ساتھ کچھ دیر ساتھ رہ کر مناسب ہے آدمی کے لیے کہ اس کو غنیمت جانیں ان کی مشایعت کو کہ یہ اجر وثواب کا ذریعہ ہے، پیسے نہیں ملے، مالِ غنیمت بھی نہیں ملا، وہ تو لشکر بھیج دیا، پتہ نہیں فتح ہوتی ہے نہیں ہوتی یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن ثواب یقینی ملے گا اس لیے اس کو غنیمت جانے اور شریک ہو، ساتھ دے کچھ دور تک چاہے جانا پڑے اور یہ بھی آتا ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ ''جس آدمی کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں گے اس کے لیے جنت واجب ہے'' تو اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے ساتھ چلے ! !

حضرت انسؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ مَا اجْتَمَعَ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدُخَانُ جَھَنَّمَ فِیْ جَوْفِ مُسْلِمٍ ''مسلمان کے جوف میں، جسم میں کسی بھی حصے میں، جو بھی جوف ہے اس کا اندر کا، اس میں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے'' ! یہ اللہ تعالیٰ نے نبی عَلَیْہِ السَّلَامْ کے ذریعے بات بتائی ہے !

حضرت ابوبکرؓ کا عمل :

اس کے بعد امام محمد رحمۃ اللّٰہ علیہ حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ایک

اور روایت سے فرماتے ہیں کہ اَنَّہٗ اَتٰی بِرَاحِلَتِہٖ لِیَرْکَبَ وہ بڑھے اپنی سواری کی طرف تا کہ سوار ہوں لیکن ابھی کچھ دور ہی چلے فَقَالَ بَلْ اَمْشِیْ فرمانے لگے نہیں میں پیدل چلوں گا فَقَادُوْا رَاحِلَتَہٗ وَھُوَ یَمْشِیْ خدام ان کی راحلہ ساتھ ساتھ لے کر چلے، سواری موجود تھی لیکن وہ پیدل چلتے رہے وَخَلَعَ نَعْلَیْہِ پھر ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے جوتے بھی اُتار دیے وَاَمْسَکَھُمَا بِاِصْبَعَیْہِ اور اپنی دونوں انگلیوں میں اس طرح اس کو پکڑ لیا جوتوں کو اُٹھالیا رَغْبَۃً اَنْ تَغَبَّرَ قَدَمَاہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اس جذبے کے تحت کہ ان کے پیر اللہ کے راستے میں غبار میں بھر جائیں غبار آلود ہو جائیں کیونکہ حدیث میں آ گیا کہ جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں گے اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی ! !

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نبی علیہ السلام کی اقتدا میں کیا وَاِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِکَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھٰذَا اِقْتِدَاءً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاِنَّہٗ حِیْنَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ شَیَّعَہٗ وَمَشٰی مَعَہٗ مِیْلًا اَوْ مِیْلَیْنِ اَوْ ثَلَاثَۃَ اَمْیَالٍ نبی علیہ السلام نے حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو نبی علیہ السلام ایک میل دو میل یا تین میل حضرت معاذؓ کے ساتھ ساتھ چلے پیدل مشایعت میں ، اس لیے ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے اس سنت پر عمل کیا ! !

اب یہ بات ہمارے کسی جرنیل کو نہیں پتا ہو گی، کسی بریگیڈیئر کو نہیں پتا، فوج کے سپاہیوں کو نہیں بتائی گئی حالانکہ سکھانی چاہیے، ان کی تربیت کی جاتی ہے ان پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے، سپاہی پر بھی لاکھوں روپے سے زیادہ کروڑ خرچ ہو جاتا ہو گا جب تک وہ پورا سپاہی نہیں بن جاتا ! اور ادھر جرنیلوں پر تو بہت زیادہ، لیکن تربیت ان کو وہی دی جاتی ہے جو کتابیں یورپ، امریکہ، برطانیہ کی رکھی ہوئی ہیں وہ پڑھائی جاتی ہیں، وہ کتابیں جن کا تعلق ہتھیاروں سے ہے وہ تو ٹھیک ہے پڑھاؤ لیکن اس کے علاوہ حیثیت اس کے کہ یہ مسلمان فوجی ہیں ایک مسلمان حکومت کا سپاہی ہے یا افسر ہے، ضروری ہے کہ امام محمدؒ کی یہ کتاب (اَلسِّیَرِ الْکَبِیْر) پڑھائی جائے اور ان کے سکول، کالجوں میں ڈیفنس کالج ہے، (ملٹری کالج) کاکول ہے، نیشنل کالج ہے، فلاں ہے، فلاں ہے، اس میں یہ مضامین ہونے چاہییں، میں کہتا بھی رہتا ہوں !

اب ہمارے بیان جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور جامعہ کے وٹس ایپ گروپ پر بھی چلنے لگ گئے ہیں ! اللہ کرے ان کے کانوں میں بھی یہ باتیں پڑنے لگیں کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ باتیں دینی طلبا بھی سیکھیں اور سکول وکالج اور یونیورسٹیوں کا طبقہ بھی یہ باتیں سنے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ اسلام اتنا بڑا اور اتنا وسیع مذہب ہے کہ اس میں سفارتی قوانین، بین الاقوامی قوانین، مارشل رولز ہیں، ساری کی ساری، چھ جلدوں کی یہ کتاب امام محمدؒ کی، یہ تو ایک جلد ہے جو میرے سامنے رکھی ہے ! ایسی مایہ ناز کتاب کسی نے آج تک نہیں لکھی، کافروں میں بھی قوانین کی ایسی کتاب موجود نہیں ہے !

میں نے پہلے بھی بتایا آپ کو کہ چھ سو سال پہلے ہالینڈ کے ایک آدمی نے ایک کتاب لکھی ہے، کچھ فوجی اور بین الاقوامی قوانین اس میں بھی ہیں، کچھ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں لیکن ایسی نہیں، اس پر یورپ بغلیں بجا رہا ہے، خوش ہوتا ہے فخر کرتا ہے ! اور ہمارے مسلمان کو پتہ نہیں کہ ہمارے پاس اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے اتنا مربوط ! !

حضرت ابوبکرؓ کی جنگی ہدایات :

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو جنگی مہم سے متعلق کچھ ہدایات دیں جو مارشل قوانین بن گئے ! یہ مارشل رولز ہیں جو بتائے جا رہے ہیں، اس میں انہیں بین الاقوامی قوانین بھی بتائے ہیں کہ فوج، رعیت اور سول معاملات میں کیا کرے ؟ یہ بتا رہے ہیں ! !

ثُمَّ قَالَ پھر فرمایا اِنِّیْ مُوْصِیْكَ بِعَشْرٍ فَاحْفَظْهُنَّ دیکھو میں تمہیں دس باتوں کی ہدایت کرتا ہوں ان کو یاد رکھنا ایک تو یہ بتائی کہ اِنَّكَ سَتَلْقٰى اَقْوَامًا زَعَمُوْا اَنَّهُمْ قَدْ فَرَّغُوْا اَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فِی الصَّوَامِعِ معلوم ہوتا ہے کہ سربراہِ مملکت کو جب کسی مہم پر بھیجنا ہو تو اس علاقے کے لوگوں کا مزاج، وہاں کا ماحول، وہاں کا جغرافیہ، وہاں کے عوام کا مزاج، ان کی نفسیات کی پوری معلومات ہونی چاہیے ! !

اس حدیث سے آپ حیران ہوں گے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں بیٹھے ہیں، اور مختصر سا عرصہ خلافت کا، دو سال بھی پورا نہیں ہوا لیکن انہیں جغرافیہ پر اور پورے عرب اور اس کے اطراف پر کتنی گہری نظر اور کتنی معلومات تھیں ! سب ہدایات دیں، جب تم اس طرف جاؤ گے تو کچھ

لوگ تمہیں ایسے ملیں گے جو تارکُ الدنیا ہیں، عبادت کر رہے ہیں جیسی بھی عبادت ہے ان کی صحیح ہے یا غلط اس سے بحث نہیں بس ان کا کام عبادت کرنا ہے، اپنے دین کے مطابق جو ہے اس میں لگے ہوئے ہیں نہ کمانے سے غرض، نہ شادی، نہ بیاہ، کچھ نہیں فَذَرْهُمْ قانون بن گیا کہ چھوڑ دیں ان کو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی ہدایات دے رکھی ہیں، یہ مارشل قانون بن گیا ہے ہمارے ہاں کہ ان کو چھوڑ دو، ان کو کچھ مت کہو، نہ ان کے خلاف کارروائی کرو، نہ انہیں گرفتار کرو، نہ جیل میں ڈالو، انہیں چھوڑ دو ان کے حال پر ! !

وَمَا فَرَغُوْا لَهٗ اَنْفُسَهُمْ چھوڑ دو جب تک وہ اسی دھندے میں لگے رہیں تم سے تعارض نہ کریں تمہارے خلاف کچھ نہیں کر رہے بس اپنی عبادت سے سروکار ہے، اسی سے کہتے ہیں قانون بن گیا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمہُ اللہ سب نے اس کو اصول بنا لیا اس سے استدلال کیا اور یہ ضابطہ بنا دیا کہ اَنَّ اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ لَا يُقْتَلُوْنَ ایسے افراد کو قتل نہیں کیا جائے گا وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَيْضًا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی ایک روایت آتی ہے !

ایک اہم ہدایت :

پھر آگے ابوبکرؓ نے ایک اور ہدایت کی کہ وَسَتَلْقٰى اَقْوَامًا قَدْ حَلَقُوْا اَوْسَاطَ رَءُوْسِهِمْ پھر تمہیں وہاں کچھ اور لوگ ملیں گے جنہوں نے اپنے سر کے بیچ میں سے حلق کر رکھا ہوگا، وہ اس طرح سے بال چھوڑ دیتے ہیں مینڈیوں کی طرح تو فرماتے ہیں ان کی کھوپڑی میں تلوار مار دینا فَاْفْلِقُوْهَا بِالسَّيْفِ تلوار سے سر کو پھاڑ دینا، سخت کارروائی کرنا، کوئی رعایت ان کے ساتھ نہ کرنا، ایک یہ ہدایت کی وَالْمُرَادُ الشَّمَامِسَةُ یہ شَمَامِسَةُ کون ہیں ؟ وَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْعَلَوِيَّةِ فِيْنَا ہمارے اندر مسلمانوں میں ایک عَلَوِيَّةٌ کا جو فرقہ پیدا ہوا وہ اسی طرح کے ہیں ! یہ ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْيِهِمْ فِی الْقِتَالِ وَيَحُثُّوْنَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ ان کے پاس لوگ آتے جاتے ہیں وہ زیادہ تو کچھ نہیں کرتے لیکن لڑائی جھگڑے میں قتال کے معاملے میں لوگ ان سے رائے لیتے ہیں وہ رائے دیتے ہیں اور قتال پر اُبھارتے ہیں، یہ ان کی نشانی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی پوری

معلومات تھیں، جرنیل کو چلتے وقت ساری چیزیں بتائیں ! !

اور فرمانے لگے کہ فَمِنْهُمْ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ تو ان میں ائمہ کفر ہیں، کام نہیں کر رہے، صف میں نہیں آئے ہوئے لیکن رائے رکھتے ہیں، رائے دیں گے انہیں، یوں کرنا ہے، اب کارروائی کرنی ہے، اب نہیں کرنی، یہاں کرنی ہے، یہاں نہیں کرنی، ایسے کرنی ہے، اس طرح نہیں کرنی لیکن وہ ذی رائے ہیں فرمایا ان کو نہیں چھوڑو فَقْتُلُهُمْ اَوْلٰى مِنْ قَتْلِ غَيْرِهِمْ ان کے علاوہ کسی اور کو قتل کرنے سے بہتر ہوگا ان کو قتل کرنا لہٰذا فوراً کارروائی کرو ، یہ بھی بتایا ! !

اسی لیے ایک جگہ انہوں نے کہا فَاضْرِبُوْا مَقَاعِدَ الشَّيَاطِيْنِ مِنْهَا بِالسُّيُوْفِ جہاں شیطان بیٹھتے ہیں ان میں اس جگہ پر تلوار سے وار کرنا، وہ جگہ کون سی ہے جہاں شیطان بیٹھتے ہیں ؟ اَیْ فِیْ اَوْسَاطِ رُءُوْسِهِمُ الْمَحْلُوْقَةِ وہ گنجے سر جو اِن کے ہیں ان کے بالکل بیچ میں وار کرو، ختم کر دو ایک ہی وار میں، کوئی رعایت نہیں کرو، اب بھی فوج میں جہاں سخت کارروائی کرانی ہوتی ہے تو جرنیل انگریزی میں آرڈر دیتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ سنگدلانہ کارروائی کرو ! اپنے فوجیوں کو کہیں گے سنگدلانہ کارروائی کرو ! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ جملے قانون بنیں گے ! !

اللہ توفیق دے ہمارے جرنیلوں کو فوجیوں کو ہماری حکومت کو جب یہ سکھائیں گے تو انہیں بجائے منہ موڑ موڑ کے انگریزی کے بول سکھانے کے یہ عربی کلمات سکھائے جائیں گے یہ بولیں گے ماتحت کو حکم دیتے وقت، انگریزی کے لفظ بولتے ہیں، وہ انگریز آ کر ہمیں غلام سمجھتا تھا اور ایسے ہی بولتا تھا جیسے غلاموں سے بات کرتے ہیں، اب ان سے تربیت لے کر آتے ہیں ہمارے افسران تو یہ بھی اسی طرح بولتے ہیں اپنے ماتحت سے غرا کر جیسے غلام سے بولتے ہیں، روش بھی وہی چلی آ رہی ہے زبان بھی وہی چلی آ رہی ہے جیسے اُستاد ہوگا شاگرد میں وہی رنگ آئے گا وہی انگریزوں کا چلا آ رہا ہے !

آگے فرماتے ہیں دیکھیں کتنی اہم بات آ رہی ہے کہ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَقْتُلَ رَجُلًا مِنْهُمْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَ سَبْعِيْنَ مِنْ غَيْرِهِمْ ان میں سے ایک آدمی کو قتل کرو مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ ان کے علاوہ کافروں کے ستر آدمی مارے جائیں، اتنے خطرناک ہیں، معلوم ہوتا ہے رائے دینے والا انسان جو

ہوتا ہے یہ بڑا خطرناک ہوتا ہے، لیڈر، چاہے بوڑھا ہو، اُٹھا کے اسے چلانا پڑ رہا ہے، اسے نہیں چھوڑا جائے گا، اسے ماریں گے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ ﴾ [1]

اب یہ قانون ضابطہ بنایا فوجی ضابطہ بتایا یا نہیں بتایا ؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مارشل قوانین بنائے لیکن استدلال کہاں سے کر رہے ہیں ؟ قرآن یا حدیث ! ! آگے آیت ﴿اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ ﴾ وَالْمُرَادُ بِمَقَاعِدَ الشَّيَاطِيْنِ شَعْرُ رُءُوْسِهِمْ مختلف حدیثیں آ رہی ہیں !

وَذٰلِكَ يَكُوْنُ فِيْ الرَّاْسِ كَمَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِيْ اِقَامَةِ الْحَدِّ ایک دفعہ ایک حد قائم کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور فرمایا حد جاری کرتے وقت کہ سر پر مارنا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ فِيْ الرَّاْسِ شیطان یہاں سر میں ہی تو آتا ہے، پھر انہیں سمجھاتا ہے شرارتیں کرتے ہیں حرکتیں کرتے ہیں ! !

بچوں کو قتل نہیں کرنا :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دیکھو وَلَا تَقْتُلُنَّ مَوْلُوْدًا بچے کو ہرگز قتل مت کرنا ! یہ بھی مارشل قانون اسلام کا آ گیا کہ بچوں کو نہیں مارا جائے گا ! ! آج اس قانون کو اگرچہ بنا ہوا ہے، انگریزوں نے بھی بنا رکھا ہے عالمی طور پر فوجوں کے لیے، لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا شام میں ہی دیکھ لیں آپ، وہ روس کے ایماء پر اس کی مدد سے ''بشار الاسد'' مار رہا ہے [2] کتنے معصوم بچوں کا خون اب تک ہو چکا ہے ؟ اور امریکہ نے کتنا خون افغانستان اور عراق میں بچوں کا کیا ہے ! عورتوں کا کیا ہے معصوم بچوں کا کیا ہے ! اسلام کا ایک قانون ہے بہت اعلیٰ بلند اخلاق کے ساتھ دیکھو ہرگز کسی بچے کو نہیں مارنا ! !

امام محمدؒ فرماتے ہیں وَمَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ مَوْلُوْدٌ ہر آدمی مولود ہے پھر تو کسی کو بھی نہ مارو ! بھئی آپ مولود ہیں یا نہیں ؟ کوئی ہے آپ میں ایسا جو مولود نہ ہو ؟ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ

---

[1] سورۃ التوبۃ : ۱۲ [2] سابق صدر سوریا (۱۷ر جولائی ۲۰۰۰ء ۔ ۸ر دسمبر ۲۰۲۴ء)

مارو جا کر اور ایک طرف کہتے ہیں مولود کو نہ مارو ! کہتے ہیں لٰکِنَّ الْمُرَادَ هُوَ الصَّبِیُّ بچے مراد ہیں بچوں کو نہیں مارنا ! !

عورت کو قتل نہیں کرنا :

آگے فرماتے ہیں وَلَا اِمْرَاَةً عورت کو بھی نہیں مارنا، عورت کو بھی قتل نہیں کرنا ! یہ بھی اسلامی قانون اور ضابطہ آ گیا، یہ بھی اسلامی مارشل قوانین میں سے ہے اور فوج کو بتایا جائے گا کہ عورت کو نہیں مارنا ! ! لیکن یہاں پر عورتوں کا قتل کتنا ہو رہا ہے ؟

آپ سب کو علم ہے کسی سے چھپا ہوا نہیں کہ عراق میں کیا ہو رہا ہے ؟ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے ؟ کینیا میں اور کہاں کہاں ؟ امریکہ نے کیا کیا کیا ہے ؟ عورتوں اور بچوں کو مارتے ہیں کہتے ہیں ''کارپٹ بمباری'' کریں گے یعنی ہم فرش بچھا دیں گے بموں کا، بمباری کر کے فرش بچھا دیں گے ! یہ لفظ ہیں ان کے، اس میں ہسپتال وغیرہ سب آ گئے، اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے !

بوڑھوں کو قتل نہیں کرنا :

مزید فرماتے ہیں وَلَا شَیْخًا کَبِیْرًا بوڑھے کو بھی نہیں مارنا، یہ بھی ہدایت ہے ایک مارشل قانون آ گیا جب جاؤ تو بوڑھے کو نہیں قتل کرنا تم نے، ایک روایت میں ہے کہ شَیْخًا فَانِیًا ایسا آدمی جو بالکل بوڑھا ہے بس کبھی مر جائے گا جس کا آخری وقت ہے ایک سال دو سال چار سال جیے گا اللہ کو پتا ہے باقی بظاہر یہی ہے کہ یہ کسی بھی وقت رخصت ہو سکتا ہے یَعْنِیْ اِذَا کَانَ لَا یُقَاتِلُ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بوڑھا قتال نہیں کر رہا تو اسے قتل نہیں کرو وَلَا رَاْیَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ اور ان معاملوں میں کوئی رائے بھی نہیں رکھتا مشورے بھی نہیں دیتا فَاَمَّا اِذَا کَانَ یُقَاتِلُ اَوْ یَکُوْنُ لَهٗ رَاْیٌ فِیْ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ یُقْتَلُ اگر وہ بوڑھا تو ہے لیکن وہ لڑتا ہے یا لڑتا تو نہیں لیکن رائے رکھتا ہے (تو اسے قتل کر دیا جائے گا) ہنری کسنجر[1] کی طرح امریکہ کا وزیر خارجہ، اب اس کی عمر نوے سال ہوگی لیکن اب بھی اس کا دماغ جوانوں جیسا ہے اب بھی معاملات جب ہوئے ہیں یہ جو معاملہ ہوا تھا کہ امریکہ کی دو عمارتیں جہاز سے گرائیں،

[1] ہنری کسنجر (۲۷ر مئی ۱۹۲۳ء ۔ ۲۹ر نومبر ۲۰۲۳ء)

اس وقت اس نے مشورہ دیا کہ ایٹم بم چلا دو ! اس نے کہا ایٹم بم چلاؤ ! اس کا مشورہ یہ تھا، آج بھی وہ امریکی حکومت کو مشورہ دیتا ہے اور یہ صدر وغیرہ اس سے مشورے لیتے ہیں کیونکہ بہت بیدار دماغ ہے اتنا بوڑھا ہونے کے باوجود بھی یہ وہ آدمی ہے جب ہم بچے تھے اُس وقت اس نے پاکستان میں پل کا کام لیا تھا چین اور امریکہ کی دوستی میں، اس وقت وزیر خارجہ تھا امریکہ کا، یہودی ہے، بہت بڑا دشمن مسلمانوں کا، اب آپ جائیں گے تو دیکھ کے اس پر ترس کھائیں گے، اتنا بوڑھا ہے کھال لٹک رہی ہے اس کی، تو ایسے آدمی کو بالکل نہیں چھوڑنا کیونکہ ذی رائے ہے رائے دیتا ہے اور پوری دنیا کا نقشہ اس کے سامنے ہے، اس نے یورپ والوں کو کہا تم ترقی نہیں کر سکتے تم بہت پیچھے ہو، کہا کیوں ؟ اس نے کہا تمہارا ٹیلی فون نمبر ایک ہے ہی نہیں، بس اتنی بات کہی، تمہارا ایک ٹیلی فون نمبر نہیں ہے امریکہ کا ایک ٹیلی فون نمبر ہے، پورے امریکہ میں ڈائل کرنے کے لیے زیرو کے بعد فلاں نمبر ملاؤ، کال مل جائے گی، یورپ ڈائل کرنے کے لیے کوڈ نمبر جرمنی کا اور ہے، فرانس کا اور ہے، سپین کا اور ہے، جنیوا کا اور ہے، ہالینڈ کا اور ہے اور برطانیہ کا اور ہے، اس نے کہا آپ پیچھے ہیں ! آپ کی کرنسی بھی جدا جدا ہے اور آپ کے فون نمبر بھی ایک نہیں ہیں لہٰذا کرنسی تو ایک کر ہی لی انہوں نے، اب لا رہے ہیں آہستہ آہستہ ''یورو'' آ گیا ہے لیکن ابھی تک ''پاؤنڈ'' نہیں گرا، پاؤنڈ چل رہا ہے، باقیوں نے وہ تسلیم کر لیا تو بڑا ذی رائے ہے اب بھی رائے دیتا ہے مشورے دیتا ہے تو اگر ایسا بوڑھا ہوگا جو رائے رکھتا ہو تو فرمایا کہ اسے قتل کیا جائے گا، کیوں ؟ وہی بات کہ فوجی قانون ہے ! الحمدللہ تمام چیزیں قرآن اور حدیث میں موجود ہیں ! !

فرماتے ہیں عَلٰی مَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَمَرَ بِقَتْلِ دُرَیْدِ بْنِ الصِّمَّۃِ . دُرَیْدِ بْنِ الصِّمَّۃِ ایک بڑا دور اندیش بوڑھا، بہت ہوشیار، بہت زیادہ بیدار تھا وَکَانَ ذَا رَاْیٍ فِی الْحَرْبِ جنگی مشقوں کا جنگی مہمات کا ماہر تھا فَاَشَارَ عَلَیْھِمْ اس نے انہیں اشارہ کیا، مشورہ دیا تھا ان سب کو اُس وقت جب نبی علیہ الصلاۃ و السلام فتح مکہ کے بعد طائف اور حنین کی طرف روانہ ہوئے تو یہ بوڑھا بھی ساتھ ہو گیا اس نے مشورہ دیا تھا طائف والوں کو کہ عورتوں کو کہیں اونچی جگہ بھیج دو جنگ میں ساتھ لے کر مت جانا،

بڑے لڑاکا اور تیر انداز تھے، ٹھیک نشانہ مارنے کے ماہر، بہادر بھی تھے انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم عورتوں سمیت جائیں گے کیونکہ مکہ فتح ہونے کی وجہ سے کفار کی کمر ٹوٹ گئی تھی ہر جگہ چرچا ہو گیا تھا اس وجہ سے ان کے حوصلے پست ہو گئے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم عورتوں کو اس لیے لے کر جائیں گے تا کہ پیچھے بھاگیں ہی نہ، جب بھاگنے لگیں گے اپنے عورتیں بچے میدان میں ہوں گے تو کہاں بھاگ سکتے ہیں ؟ قدم رک جائیں گے تو پھر ہم لڑتے رہیں گے تو کافر عورتیں اپنے بچوں کو لے کر آئیں، اس نے کہا تھا عورتوں کو مت لے جاؤ، اُوپر کہیں بھیجو پھر جا کے لڑو، لیکن انہوں نے اس کا مشورہ نہیں مانا ! فَلَمْ یَقْبَلُوْا رَاْیَهٗ وَقَاتَلُوْا مَعَ اَهَالِیْهِمْ عورتیں، بچے، مال، مویشی سب میدان میں لائے ! اس لیے تا کہ کسی طرح بھی ہم پیچھے نہ ہٹیں، اگر پسپا ہونا بھی پڑے تو نہ ہو سکیں، بچوں کی وجہ سے رکنا پڑ جائے گا ! بہادر تو کافر بھی بہت ہوتے ہیں لیکن وَکَانَ ذٰلِكَ سَبَبُ اِنْهِزَامِهِمْ یہی وجہ ان کی ہزیمت (شکست) کا سبب بن گئی ! انہوں نے اس کی رائے پر عمل نہیں کیا ! تو اس میں پھر وہ اشعار نقل کر رہے ہیں :

اَمَرْتُهُمْ اَمْرِیْ بِمُنْعَرِجِ اللِّوٰی فَلَمْ یَسْتَبِیْنُوا الرُّشْدَ حَتّٰی ضُحَی الْغَدِ
فَلَمَّا عَصَوْنِیْ کُنْتُ مِنْهُمْ وَقَدْ اَرٰی غَوَایَتَهُمْ وَ اَنَّنِیْ غَیْرُ مُهْتَدِ

''میں نے انہیں (اپنے قبیلہ کو) '' مُنْعَرِجِ اللِّوٰی '' کے مقام پر مشورہ دیا تھا لیکن انہوں نے میری نصیحت پر دھیان نہیں دیا حتی کہ اگلے دن کی صبح ہونے پر سمجھے، جب انہوں نے میری نافرمانی کی تو میں تب بھی ان کے ساتھ تھا حالانکہ میں ان کی غلطی اور گمراہی کو دیکھ رہا تھا اور میں بھی گمراہوں میں شامل تھا'' (ترجمہ از مرتب)

فَلَمَّا کَانَ ذَا الرَّاْیِ فِی الْحَرْبِ تو جب یہ ذی رائے تھا تو نبی علیہ السلام نے باقاعدہ حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے ! غالباً مجھے یاد پڑتا ہے سو یا اس سے اوپر اس کی عمر تھی لیکن نبی علیہ السلام نے خصوصی آرڈر بھیجا ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دو !

اب بندوق بھی نہیں اٹھتی اس سے، اتنی جان نہیں ہے اس میں کہ بندوق اٹھا لے، اٹھائے گا تو گر جائے گا لیکن رائے، رائے تو ایسی چیز ہے کہ پوری فوج تیار کر دیتا ہے انسان صرف منصوبہ پیش

کر کے، اس لیے فرمایا اسے مت چھوڑنا تو یہ بھی اصول آ گیا کہ شیخ فانی کو کچھ نہیں کہنا لیکن اگر وہ بڑا سیاست دان ہے، بڑا مدبر ہے، جنگی امور کا ماہر ہے، پھر اسے نہیں چھوڑنا پھر اسے قتل کرنا ہے ! !

پھل دار درختوں کو ختم نہیں کرنا :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل چلتے جا رہے ہیں جوتے ہاتھ میں پکڑ رکھے ہیں اور جرنیل کو ہدایات دے رہے ہیں کہ ان دس چیزوں میں سے ان ان چیزوں کا خیال رکھنا پھر فرمایا وَلَا تَعْقِرَنَّ شَجَرًا بَدَا ثَمَرُهٗ ایسے درخت کو بھی مت کاٹنا جو پھل دینے پر آ گیا ہو ! ایک یہ اصول فرمایا اور یہ فرمایا کہ وَلَا تَحْرِقَنَّ نَخْلًا اور کھجور کے درختوں کو بھی مت کاٹنا، اور انگور کی جو بیلیں ہوتی ہیں ان کو بھی مت کاٹنا ! کہتے ہیں اب انہوں نے یہ بات کی تو یہ قانون بن گیا ! امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہی اصول بنا دیا کہ جہاں بھی فوجی مہم ہوگی فوج یہ کام نہیں کر سکتی، درخت نہیں کاٹیں گے اور پھل بھی نہیں اور اسی طرح بیلیں خراب نہیں کریں گے ! کیوں ؟ لِاَنَّ ذٰلِكَ فَسَادٌ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ یہ تو فساد ہے یہ تو تخریب کاری ہے لہٰذا تخریب کاری نہیں کرنی وَاسْتَدَلَّ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ﴾[1] ''اور جب پیٹھ پھیر کر جاتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے اور کھیت اور مویشی ہلاک کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا'' اس میں امام اوزاعی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قرآن اور حدیث سے استدلال فرما رہے ہیں ! !

ایک رائے :

مزید فرماتے ہیں کہ ایک رائے یہ بھی ہے جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اسی طرح امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے اور حضرات نے بھی یہ استدلال کیا رائے میں، لیکن ہم کہتے ہیں ہمارے ہاں یہ نہیں ہے ہمارے ہاں یہ ہے کہ کاٹ سکتے ہیں، توڑ دیں گے، برباد کریں گے، کیوں ؟ بڑی زبردست دلیل دے رہے ہیں وَلٰكِنَّا نَقُوْلُ لَمَّا جَازَ قَتْلُ النُّفُوْسِ وَهُوَ اَعْظَمُ حُرْمَةً مِّنْ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ جب نفوس کا قتل جائز ہے جو اِن چیزوں کے مقابلے میں بہت اہم چیز ہے ! !

[1] سورة البقرة : ۲۰۵

کیا انسان کے مقابلے میں درخت قیمتی ہے ؟ ! کیا انگور کا باغ قیمتی ہے ؟ ! کیا کھجور کے درخت قیمتی ہیں ؟ ! ظاہر ہے ، قیمتی نہیں ! تو جب لڑائی میں نفوس کو قتل کیا جائے گا کہ جاؤ قتل کر دو اور وہ بھی اعلیٰ نفس جو ذی رائے ہے اسے بھی نہ چھوڑنا ، اسے تو ضرور ہی مارنا ، یہ بھی فرمایا ! !

تو فرمارہے ہیں کہ جب انسانوں کو قتل کرنا جائز ہے لَمَّا جَازَ قَتْلُ النُّفُوْسِ وَهُوَ اَعْظَمُ حُرْمَةً مِّنْ هَذِهِ الْاَشْيَاءِ لِكَسْرِ شَوْكَتِهِمْ آج ان کی شوکت برباد ہو جائے ، رعب دبدبہ ختم ہو جائے فَمَا دُوْنَهٗ مِنْ تَخْرِيْبِ الْبُنْيَانِ وَقَطْعِ الْاَشْجَارِ لَاَنْ يَّجُوْزَ اَوْلٰى تو اس سے کم درجے کی چیزیں ، عمارت کو توڑنا ہے ، درختوں کو کاٹنا ہے تو یہ بطریقِ اولیٰ جائز ہے ! مناسب ہے کہ یہ بطریقِ اولیٰ جائز ہو ، جب یہ کام کر سکتے تھے تو یہ بھی کر سکتے ہیں ، یہ بھی ایک رائے بن گئی ائمہ کی ، ایک وہ بن گئی ! !

قرآن سے استدلال :

اب انہوں نے تو قرآن سے استدلال کیا ، وہ کہتے ہیں ہم نے بھی قرآن سے استدلال کیا ، دلیل سب قرآن اور حدیث سے دیں گے اس سے باہر نہیں جاتے وَبَيَانُ هَذَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ﴾ [1] یہ آرہا ہے اس سے استدلال کرتے ہیں کہ جہاں بھی جائیں گے کفار کو غیظ میں ڈالیں گے اور اس میں وہ ان کو برباد کرتے ہیں جس سے کافر جلتے ہیں اور ان کی شوکت ختم ہوتی ہے وہ چیزیں ہم کریں گے !

پھر حضرت ابوبکر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کی ہدایات کا کیا کریں گے ؟ اس کا جواب دے رہے ہیں وَتَاْوِيْلُ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا اَشَارَ اِلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الْكِتَابِ بَعْدَ هَذَا

ابھی آگے آرہا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ہدایات دی تھیں اس کی ایک خاص مصلحت تھی ، یہ نہیں تھا کہ یہ قانون ہے کہ ایسا کرنا ہی نہیں ، ایک خاص وجہ تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا اور وہ آگے آرہی ہے وہ یہ کہ اَنَّهٗ عُلِمَ بِاِخْبَارِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ الشَّامَ تُفْتَحُ وَتَصِيْرُ لِلْمُسْلِمِيْنَ بہت دور کی نگاہ تھی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ! وہ جب لشکر بھیج رہے تھے

[1] سورة التوبة : ۱۲۰

تو نبی علیہ السلام کی حدیثیں سن رکھی تھیں کہ شام فتح ہوگا اور مسلمانوں کے لیے ہو جائے گا ! اب جب شام نے فتح ہونا ہے اور مسلمان وہاں حکمرانی کریں گے، اگر درخت کاٹ دیں گے تو نقصان مسلمانوں کا ہے، باغ ختم کریں گے تو نقصان مسلمانوں کا ہے، اس لیے انہوں نے فرمایا تھا کہ ہرگز مت کاٹنا کیونکہ بالآخر جب تمہارا تسلط وہاں ہوگا اور عملداری تمہاری شروع ہو جائے گی تو یہ درخت وغیرہ سب ہمیں کام دیں گے، فائدے کی چیز ہے، یہاں نہیں کاٹنے تو کہتے ہیں کہ وہ جانتے تھے ! وَتَصِيْرُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَنَهَاهُمْ عَنِ التَّخْرِيْبِ وَقَطْعِ الْاَشْجَارِ عَلٰى مَا بَيَّنَهٗ بَعْدَ هٰذَا وَهُوَ تَاْوِيْلُ الْحَدِيْثِ الْمَرْوِيِّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيْضًا

حدیث کی تاویل :

نبی علیہ السلام سے جو حدیث انہوں نے نقل کی ہے جس میں آپ نے درختوں کو کاٹنے سے منع کیا تھا اس حدیث میں اس کی تاویل یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفاد میں تھا اس لیے منع کیا تھا ! ! اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ نَصَبَ الْمِنْجَنِيْقَ عَلٰى حِصْنٍ ثَقِيْفٍ وَفِيْهِ مِنَ التَّخْرِيْبِ مَا لَا يَخْفٰى کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ نے بذاتِ خود وہاں مِنْجَنِيْقْ نصب کرایا اور مِنْجَنِيْقْ جو ہوتا ہے وہ کیا کرتا ہے ؟ عمارتوں کو توڑتا ہے تو عمارت تو درخت سے بھی زیادہ قیمتی ہوتی ہے تو جب نبی علیہ السلام نے توڑوایا اور اس سے گولے پھینکے اور بمباری کروائی اور تخریب کروائی توڑوایا اس کو، تو معلوم ہوا ضرورت کے وقت ایسی چیز صحیح ہے، ہاں اگر پتہ ہو کہ یہ قلعہ ویسے ہی ہمارے ہاتھ میں آ جائے گا معمولی لڑائی سے، تیروں سے، تلواروں سے، چھوٹی جنگ سے پھر نہ توڑو کیونکہ وہ تمہارے ہاتھ میں آ کر فائدہ دے گا ! !

مویشی ذبح نہ کرنا :

آگے فرمایا قَالَ وَلَا تَذْبَحَنَّ بَقَرَةً وَلَا شَاةً نواں اور دسواں قانون آ رہا ہے کہ دیکھو نہ بکری ذبح کرنا، نہ گائے ذبح کرنا وَلَا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْمَوَاشِيْ اِلَّا لِاَكْلٍ اس کے علاوہ جتنے جانور ہیں کوئی ذبح مت کرنا قتل کرنا اِلَّا لِاَكْلٍ ہاں کھانے کے لیے فوج کو ضرورت ہے پھر کوئی جانور پھر رہے ہیں ان کو لے کر ذبح کروا اپنے فوجیوں کے لیے وہ تو ٹھیک ہے، اس کے علاوہ مت کاٹنا ! !

کیونکہ وہ جانتے تھے وجہ وہی آ رہی لِمَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنْ ذَبْحِ الْحَیَوَانِ اِلَّا لِاَکْلِہٖ وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ یَجُوْزُ لِلْغَانِمِیْنَ تَنَاوُلُ الطَّعَامِ وَالْعَلَفِ فِیْ دَارِ الْحَرَبِ اور اس میں یہ بھی استدلال ہے قانون بن گیا اس حدیث سے فوجی ضابطہ یہ بھی نکل آیا کہ فوجی جوانوں کو کھانا اور چارہ جو دَارُ الْحَرَبْ میں ملتا ہے اسے استعمال کرنا جائز ہے، مالِ غنیمت میں جمع کرانا اس کا ضروری نہیں ہے اپنی ضرورت کے لیے اسے استعمال کر سکتے ہیں وَاَنَّ ذَبْحَ الْمَاْکُوْلِ لِلْاَکْلِ مِنْ ھٰذِہِ الْجُمْلَۃِ

یہ دس قوانین ہیں اور بھی چیزیں آ رہی ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اس میں آپ نے فوجی قوانین بھی دیکھ لیے، ہدایات دیکھیں جو بہت مفید ہیں !

اللہ توفیق دے ہماری حکومت کو کہ یہ مضامین فوج کو بھی سکھانا شروع کر دیں ! ہمارے فوجیوں کو تو شرم آئے گی ہماری چٹائیوں پر بیٹھ کر سیکھنے میں، ہمیں وہاں بلا لو، پہلے بھی میں نے کہا تھا، ہمیں وہاں بلا لو ہم وہاں بیان کریں گے فیس بھی نہیں لیں گے ان شاء اللہ جو لیکچر دیں گے اس کی کوئی فیس نہیں لیں گے جبکہ آپ بڑی بڑی فیس لیتے ہیں ایک ایک لیکچر کی فیس، آپ کو فائیو سٹار، سیون سٹار ہوٹل میں رکھتے ہیں پھر بذریعہ گاڑی بیان کرانے لے جاتے ہیں بہت بڑی گاڑی میں، ہم تو وہ بھی نہیں لیتے، بس ایسے ہی کرنے کے لیے تیار ہیں، ہم کیا بلکہ بہت سے علماء تیار ہیں لیکن اللہ کرے انہیں توفیق ملے، جتنا ہماری فوج کا اخلاق بلند ہوگا جتنا تعلق مع اللہ قائم ہوگا اس کی وجہ سے دشمن پر کتنی ہیبت اور دھاب بیٹھے گی ! اللہ ہمیں سمجھ کی عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین ! !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



محمود الملّۃ و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللہ مرقدہٗ
کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں
http://www.jamiamadniajadeed.org

سیاق وسباق کی اہمیت اور میڈیا کا کردار

﴿ مولانا محمد عابد صاحب، ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

دورِ حاضر میں ابلاغِ عامہ کے ذرائع نے معلومات کی ترسیل کو بے حد آسان بنا دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک سنگین مسئلہ یہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ تقاریر، بیانات اور مکالمات کے مختصر حصے کاٹ کاٹ کر اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ اصل مراد و مقصود بدل جاتا ہے۔ چند سیکنڈ کی ویڈیو یا چند الفاظ پر مشتمل اقتباس بعض اوقات ایسی فضا پیدا کر دیتا ہے جو پوری تقریر سننے کے بعد باقی نہیں رہتی

ایک علمی اصول :

اختلاف ہر معاشرے میں ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے، لیکن اختلاف کی بنیاد تحقیق اور دیانت پر ہونی چاہیے ! اگر ہم اپنے مخالف کی بات کو بھی صحیح سیاق وسباق میں سننے کے عادی ہو جائیں تو بہت سے تنازعات جنم لینے سے پہلے ہی ختم ہو سکتے ہیں !

موجودہ دور کا المیہ :

تحقیق اور دیانت کی بنیاد پر کیا جانے والا اختلاف معاشرہ کا حسن ہوتا ہے، آج کا سب سے بڑا مسئلہ صرف اختلاف نہیں بلکہ منتخب اقتباسات (Selective Quotation) ہے ! کسی ایک جملے کو پورے خطاب سے الگ کر کے نشر کرنا، پھر اسی پر تبصرے، تجزیے اور فیصلے قائم کر دینا ایک ایسا رجحان ہے جس نے معاشرے میں بداعتمادی پیدا کر دی ہے ! اسلامی علمی روایت میں اس طرزِ عمل کی کوئی گنجائش نہیں ملتی۔ محدثین کرامؒ نے ایک ایک حدیث کے ایک ایک لفظ کی تحقیق میں مہینوں سفر کیے، فقہاء عظام نے ایک ایک عبارت کے مفہوم کے لیے پورے پورے باب کا مطالعہ کیا، اور مفسرین کرامؒ نے ایک ایک آیت کو اس کے سیاق، سببِ نزول اور دیگر آیات کے ساتھ سمجھا ! جب دین کے فہم میں یہ احتیاط ضروری ہے تو عام افراد کے اقوال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ احتیاط مزید ضروری ہے !

قرآنِ کریم کا اصول :

اسلام ہمیں خبر کی تحقیق کا حکم دیتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا (سورة الحجرات: ٦)

''اے ایمان والو ! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو''

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (م:۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) نے معارف القرآن میں سورہ حجرات کی آیت ٦ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے :

''بسا اوقات انسان کسی غلط خبر پر جذبات میں آ کر کسی کے مقابلہ میں غلط قدم اُٹھا لیتا ہے پھر جب حقیقت سامنے آتی ہے تو اپنی نادانی اور حماقت پر پچھتانا پڑتا ہے اور ظاہر ہے اس قسم کی باتوں سے مسلمان قوم کی اجتماعی اور انفرادی زندگی مختلف اقسام کی خرابیوں میں پڑ جائے گی ، ہر فتنہ اور شر سے تحفظ کے لیے خدا نے اپنا پیغمبر تمام عالَم کے واسطے ہادی اور رحمت بنا کر مبعوث فرما دیا ہے تو پیغمبر خدا کی ہدایت وارشاد کو لائحہ عمل بنانا چاہیے''

اگر چہ یہ اصول کسی ایک واقعے کے لیے نہیں بلکہ عمومی اسلامی اخلاق کا حصہ ہے، لیکن موجودہ دور کے میڈیا ماحول میں اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے !

مخالفین کے ساتھ بھی عدل کی تعلیم :

اسلام نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ مخالفین کے ساتھ بھی عدل کو لازم قرار دیتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ [1]

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ عدل چھوڑ دو ! عدل کرو، یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے''

---

[1] سورة المائدہ : ۸

حسنِ ظن کی تعلیم :

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اِیَّاکُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ [۱]

''بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے''

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کَفٰی بِالْمَرءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ [۲]

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرتا پھرے''

فقہاء کا اصول :

فقہ اسلامی کا معروف قاعدہ ہے اَلْکَلَامُ یُحْمَلُ عَلٰی مُرَادِ الْمُتَکَلِّمِ ''کلام کو متکلم کی مراد پر محمول کیا جائے گا'' یہ اصول فقہی کتابوں میں مختلف ابواب میں مذکور ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے الفاظ کا فیصلہ اس کی نیت، اس کے مجموعہ کلام اور موقع ومحل کو سامنے رکھ کر کیا جائے، نہ کہ کسی الگ کیے گئے ایک جملے کی بنیاد پر ! اہلِ علم ودانش اور فقہاء امت نے قرآن واحادیث کی نصوص سے یہ اصول اخذ کیے ہیں :

(۱) جب کسی مسلمان کے کلام کی ایک سے زیادہ توجیہات ممکن ہوں تو حتی الامکان وہ توجیہ اختیار کی جائے جو خیر اور حسنِ نیت پر مبنی ہو !

(۲) کسی شخص کے بیان کو اس کے پورے پس منظر، مقصد اور موقع ومحل کے ساتھ سمجھا جائے !

(۳) اختلافِ رائے، سیاسی رقابت یا فکری اختلاف کے باوجود انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے !

اکابرِ علماء دیوبند کا منہج اور علمی روایت :

اکابرِ علماء دیوبند کا منہج اور علمی روایت ہمیشہ اعتدال، تحقیق اور حسنِ ظن کی رہی ہے ! ہمارے

---

[۱] صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینھی عن التحاسد و التدابر رقم الحدیث ۶۰۶۴

[۲] صحیح مسلم باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع رقم الحدیث ۷

اکابر نے اس بات پر زور دیا کہ کسی عالم یا مقرر کے کلام کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو خود اس کے مجموعہ کلام سے واضح ہو، نہ کہ کسی الگ کیے گئے جملے سے ! ہمارے اکابر نے متعدد مواقع پر اس اصول کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کسی مسلمان کے کلام کو حتی الامکان اچھے معنی پر محمول کیا جائے اور اگر اس کے کلام کی متعدد توجیہات ممکن ہوں تو ایسی توجیہ اختیار کی جائے جو اس کے دین، علم اور سابقہ خدمات کے زیادہ مطابق ہو ! تحقیق کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے یہی اصول افراد، جماعتوں اور اداروں کے بارے میں بھی یکساں نافذ ہوتا ہے ! !

بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م: ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کا امتیاز یہ رہا ہے کہ آپ کے یہاں اختلاف کو ہمیشہ دلیل، تحقیق اور ادب کے ساتھ دیکھا گیا ! آپ کی علمی مجالس میں مخالف آرا کو بھی پورے انہماک سے سنا جاتا تھا ! !

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م:۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کی پوری جدوجہد اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ قومی اور دینی معاملات میں جلد بازی کے بجائے بصیرت اور حکمت سے کام لیا جائے ! ان کی سیاسی اور دینی حکمت عملی میں یہ اصول نمایاں تھا کہ کسی واقعے پر فیصلہ مکمل صورتِ حال سامنے آنے کے بعد ہی کیا جائے ! !

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (م :۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کی سیاسی زندگی اس حقیقت کی شاہد ہے کہ شدید اختلافات کے باوجود وہ مخالفین کے موقف کو پہلے پوری طرح سمجھنے کی تلقین کرتے تھے ! ان کے نزدیک عدل کا تقاضا یہی تھا کہ کسی کے موقف کو وہی معنی دیے جائیں جن کا وہ خود قائل ہو ! حضرت مدنیؒ کی پوری علمی وسیاسی زندگی اسی اعتدال کی آئینہ دار تھی۔ مسلم معاشرے کی بنیاد تحقیق، حسنِ ظن اور عدل پر قائم رہنی چاہیے ! بے تحقیق الزام، افواہ اور بدگمانی اجتماعی فساد کو جنم دیتی ہے ! حضرتؒ اختلافِ رائے کے باوجود مخالف کی بات کو صحیح تناظر میں سمجھنے پر زور دیتے تھے ان کے نزدیک علمی اختلاف اور کردار کشی دو الگ چیزیں ہیں ! !

سیاق وسباق کیوں ضروری ہے ؟

علمِ حدیث کا بنیادی اصول ہے کہ روایت کو اس کے تمام طرق، اسباب اور قرائن کے ساتھ سمجھا جائے ! فقہاء نے بھی نصوص کے فہم میں سیاق اور سباق کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ اگر یہ اصول قرآن وحدیث کے فہم میں ضروری ہے تو عام انسانی گفتگو میں اس کی اہمیت مزید ضروری ہے، کسی مقرر کے ایک جملے کو پوری تقریر سے الگ کر کے اس پر حکم لگانا عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق نہیں ! !

میڈیا کا کردار :

آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے، چند سیکنڈ کی ویڈیو لاکھوں لوگوں تک فوراً پہنچ جاتی ہے، جبکہ ایک گھنٹے کی مکمل تقریر شاید ہی کوئی سنتا ہو ! یہ صورت حال صرف ایک شخصیت کے ساتھ نہیں بلکہ مختلف مکاتبِ فکر، مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین کے ساتھ پیش آتی رہی ہے، صحافت کے بنیادی اصول بھی یہی کہتے ہیں کہ مکمل بیان دیکھا جائے، اصل ماخذ تک رسائی حاصل کی جائے، متعلقہ شخصیت کا موقف بھی شامل کیا جائے پھر رائے قائم کی جائے، یہی صحافتی دیانت ہے اور اسلامی معاشرہ کا تقاضا بھی یہی ہے ! !

وفیات

☆ ۶ر صفر المظفر ۱۴۴۸ھ/ ۲۱ر جولائی ۲۰۲۶ء کو جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد افضال صاحب تھانویؒ بوجہ عارضہ قلب اچانک انتقال فرما گئے !

☆ ۱۴ر صفر المظفر ۱۴۴۸ھ/ ۲۹ر جولائی ۲۰۲۶ء کو مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ کے فرزند، ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھریؒ انتقال فرما گئے !

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں حضرتؒ کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قائد جمعیۃ کے ضلع قصور میں خطاب پر اعتراضات کی حقیقت

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم
استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور و مرکزی رہنما جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۞ ۞ ۞

قصور کے جلسے کا پس منظر:

۱۱/ جولائی ۲۰۲۶ء کو ضلع قصور میں جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے زیر اہتمام ایک عوامی اجتماع منعقد ہوا جس میں قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے ملک کی مجموعی سیاسی، آئینی اور امن و امان کی صورتِ حال پر اظہارِ خیال کیا ! آپ نے اپنے خطاب میں دہشت گردی، ریاستی پالیسیوں، عوامی مسائل اور سیاسی بے یقینی جیسے موضوعات پر گفتگو کی ! دورانِ گفتگو آپ نے فرمایا :

''اور یہ بات سن لو، دل کے کان کھول کر سن لو، یہ حقائق ہیں، میں کوئی اسٹیج پر خطابت نہیں دکھا رہا ہوں ! بلوچستان میں بلوچ علاقوں میں بغاوتیں تھیں، پورا بلوچ علاقہ پاکستان کے اختیار سے نکل چکا تھا، آج بھی وہاں پاکستان حکومت کی کوئی رِٹ موجود نہیں ہے ! لیکن ہم تو بلوچ علاقے کو رو رہے تھے، اب تو پشتون علاقہ بھی خون میں نہا رہا ہے، پشتون علاقے میں ہم نے دو تین دن کے اندر پچاس سے زیادہ لاشیں وصول کی ہیں، ہم نے بازاروں میں ایک ہی کام کیا کہ اپنے پیاروں کے لیے کفن خرید سکیں، ہم نے صرف ایک ہی کام کیا کہ اپنے پیاروں کے جنازے پڑھ سکیں، یہ کیا پاکستان کے عوام کی قسمت میں ہے کہ ہم نے یہاں خون دے کر وقت گزارنا ہے ؟ نہ میرا بچہ اسکول پڑھنے کے لیے گھر سے باہر نکل سکتا ہے، نہ میرے صوبے کا غریب انسان روزی مزدوری کے لیے گھر سے باہر جا سکتا ہے، اور اگر گھر سے باہر نکلتا ہے تو وہ اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا'' ! !

پھر کہتے ہیں :

''ہمارے جوان بھی تو شہید ہو رہے ہیں ! او بابا تیرے جوانوں نے پیٹی اسی لیے باندھی ہے، تنخواہ اسی لیے لے رہے ہیں کہ انہوں نے ملک کی سلامتی کے لیے لڑنا ہے، تم اپنے خون کا میرے اوپر کیا احسان ڈالتے ہو ؟ تم میرے خون پسینے کے ٹیکس سے اسی بات کے لیے تو تنخواہ لے رہے ہو ! لیکن ہمیں کہتے ہو کہ تم لشکر نکالو، تم اسلحہ لے کر مسلح گروہوں کے خلاف لڑو ! میں نے کوئی تنخواہ نہیں لی، میں کوئی لشکر نہیں بناؤں گا ! تم چلے جاؤ گے، تم میری سرزمین کو آنے والی نسلوں تک ذاتی دشمنیوں کی طرف دھکیل رہے ہو، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قتل و غارت گری کی طرف دھکیل رہے ہو ! یہ سیاست کسی اور کو سمجھاؤ، یہ ہمیں مت سمجھایا کرو'' ! !

بعد ازاں سوشل میڈیا پر تقریر کے چند مختصر حصے الگ کر کے نشر کیے گئے ! ان ہی مختصر کلپس کی بنیاد پر مختلف سیاسی و سماجی حلقوں میں اعتراضات سامنے آئے ! بعض ناقدین نے یہ تاثر دیا کہ مولانا کا بیان ریاستی اداروں یا شہداء کے بارے میں غیر مناسب تھا، جبکہ جمعیت علماء اسلام اور مولانا کے قریبی رفقا کا کہنا تھا کہ پوری تقریر سننے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی گفتگو کا اصل محور ریاستی پالیسیوں پر تنقید اور امن و استحکام کے حوالے سے اپنی رائے پیش کرنا تھا، نہ کہ شہداء یا افواجِ پاکستان کی توہین ! ! ! آپ کی گفتگو کا مقصد شہداء یا افواجِ پاکستان کی قربانیوں کو کم تر ثابت کرنا نہیں تھا بلکہ وہ ان پالیسیوں پر سوال اٹھا رہے تھے جن کے نتیجے میں ملک کو مسلسل دہشت گردی اور بدامنی کا سامنا ہے ! انہوں نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جمعیت علماء اسلام خود دہشت گردی کا شکار رہی ہے ! جماعت کے متعدد قائدین، علماء اور کارکن شہید ہوئے ہیں، اس لیے کسی بھی صورت یہ تصور درست نہیں کہ جماعت شہداء کی قربانیوں کی قدر نہیں کرتی ! !

قائد جمعیت کے اس خطاب کے بعد بنیادی طور پر تین قسم کے اعتراضات سامنے آئے :

اوّل : بعض ناقدین نے یہ تاثر دیا کہ مولانا کا بیان شہداء یا ریاستی اداروں کی قربانیوں کی نفی ہے !

دوم : بعض حلقوں نے کہا کہ اس طرح کے بیانات قومی یکجہتی کو نقصان پہنچاتے ہیں !

سوم : بعض سیاسی شخصیات اور تبصرہ نگاروں نے مطالبہ کیا کہ مولانا اپنے بیان سے معذرت کریں !

یہ تمام اعتراضات زیادہ تر تقریر کے مختصر کلپس کی بنیاد پر کیے گئے جبکہ پوری تقریر نسبتاً کم لوگوں نے ہی سنی

جمعیت علماء اسلام کا موقف :

جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داران نے ابتدا ہی سے یہ موقف اختیار کیا :

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے دہشت گردی کی مذمت کی ہے انہوں نے ریاستی پالیسیوں اور حکمتِ عملی پر تنقید کی تھی نہ کہ وطن کے دفاع میں جان قربان کرنے والوں کی ! تقریر کے چند جملے الگ کر کے ایسا تاثر دیا گیا جو پوری گفتگو سے مطابقت نہیں رکھتا ! یہ موقف صرف سیاسی دفاع کے طور پر نہیں بلکہ اس اصول کی بنیاد پر پیش کیا گیا کہ کسی بھی تقریر کا فیصلہ مکمل متن سننے کے بعد ہی ہونا چاہیے ! !

☆ محترم مشتاق احمد ڈار صاحب سابق مشیر ریاست جموں کشمیر ''حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا موقف، سیاق وسباق کے تناظر میں'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں :

> ''سیاست'' معانی، مقاصد، قرائن اور سیاق وسباق کا آئینہ ہے۔ ایک ہی جملہ دلیل بھی بن سکتا ہے، الزام بھی، تعبیر بھی اور تحریف بھی ! اسی لیے اہلِ علم و دانش ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی بھی تقریر، تحریر یا بیان کو اس کے مکمل تناظر سے الگ کر کے نہیں پرکھنا چاہیے ! پاکستان کی واحد سوادِ اعظم دینی جماعت جمعیت علماء اسلام کے سربراہ قائد ملتِ اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کی حالیہ تقریر کے ساتھ بھی کم وبیش یہی معاملہ پیش آیا، ان کے خطاب

کے چند جملوں کو الگ کر کے معروض پراگندہ نظام میں اس انداز میں پیش کیا گیا کہ گویا انہوں نے ریاستی اداروں، ان کے اہلکاروں کی تنخواہوں یا مراعات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہو، حالانکہ قائد ملت کی پوری تقریر کا مفہوم اس تاثر کی بالکل بھی تائید نہیں کرتا ! سازش کے تحت جب الفاظ کو سیاق وسباق سے جدا کر دیا جائے تو مفہوم بدل جاتا ہے، نیت مشکوک دکھائی دینے لگتی ہے اور حقیقت پس منظر میں چلی جاتی ہے ! !

میرے نزدیک قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا بنیادی نکتہ نہ کسی ادارے کی تنخواہوں پر اعتراض تھا، نہ مراعات پر تنقید، اور نہ ہی شہداء کی عظیم قربانیوں کی اہمیت کو کم کرنا ! ان کا اصل موقف یہ تھا کہ ملک میں امن وامان کا قیام ریاست اور متعلقہ اداروں کی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے ! ریاست صرف اقتدار کا نام نہیں بلکہ امانت بھی ہے، ذمہ داری بھی، جواب دہی بھی اور عوام سے کیے گئے عہد کی پاسداری بھی ! جب کوئی شہری اپنے شہر، قصبے یا گاؤں میں امن کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ کوئی جرم نہیں کرتا بلکہ اپنا آئینی اور قانونی حق مانگتا ہے ! عوام کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خود امن قائم کریں، خود دہشت گردی کا مقابلہ کریں یا ریاست کو ٹیکس دینے کے باوجود اپنے جان و مال کی حفاظت خود کریں ! اگر ریاست اپنی بنیادی ذمہ داری عوام ہی کے سپرد کر دے تو ریاست اور شہری کے درمیان قائم سماجی معاہدے کی روح مجروح ہو جاتی ہے ! پاکستان کا آئین ریاست کو شہریوں کے جان و مال، عزت، آزادی اور بنیادی حقوق کے تحفظ کا پابند بناتا ہے ! عوام ٹیکس ادا کرتے ہیں، قانون کی پاسداری کرتے ہیں، قومی وسائل میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں، سخت قوانین کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور ریاستی نظام کے اخراجات میں شریک ہوتے ہیں، اس کے بدلے میں ان کا یہ

جائز، آئینی اور اخلاقی حق ہے کہ انہیں ایک محفوظ، پُر امن، منصفانہ اور مستحکم ماحول فراہم کیا جائے ! اگر کوئی سیاسی رہنما اسی بنیادی اصول کی یاد دہانی کراتا ہے تو اس کے موقف کو مکمل تناظر میں سمجھنا چاہیے، نہ کہ چند منتخب جملوں کی بنیاد پر اس کے بارے میں فیصلہ صادر کر دیا جائے ! یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ پاکستان کے شہداء پوری قوم کا سرمایہ، وقار، فخر اور اجتماعی شعور کی روشن علامت ہیں ان کی قربانیوں کا احترام ہر محبِّ وطن پاکستانی پر لازم ہے ! !

اگر کسی بیان کے بارے میں مختلف تشریحات سامنے آئیں تو انصاف، دیانت اور علمی ذمہ داری کا تقاضا یہی ہے کہ پہلے مکمل خطاب، اس کے پس منظر اور مقرر کے مجموعی موقف کا جائزہ لیا جائے ! چند سیکنڈ کی مخصوص ویڈیو کلپ یا چند جملوں کی بنیاد پر کسی کی نیت، مقصد یا فکر کا فیصلہ کرنا نہ علمی دیانت ہے، نہ سیاسی بلوغت اور نہ ہی جمہوری انصاف ! !

بدقسمتی سے ہمارے سیاسی ماحول میں دلیل کے بجائے ردِعمل، مکالمے کے بجائے محاذ آرائی، تحقیق کے بجائے تشہیر اور حقیقت کے بجائے تاثر کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی ہے ! سوشل میڈیا کے اس نازک عہد میں چند لمحوں کی ویڈیو پورے خطاب پر غالب آ جاتی ہے، جبکہ اصل حقیقت اکثر ان ہی حصوں میں پوشیدہ رہ جاتی ہے جو عوام تک پہنچ ہی نہیں پاتے ! !

''جمہوریت'' برداشت، مکالمہ، اختلافِ رائے، احتساب اور آئین کی بالادستی کا نام ہے۔ حکومتوں پر تنقید، ریاست کو اس کی آئینی ذمہ داریاں یاد دلانا اور عوامی مسائل کی نشاندہی کرنا ہر سیاسی و مذہبی رہنما بلکہ ہر شہری کا جمہوری حق ہے اور فرض ہے ! اختلاف کو دشمنی، سوال کو بغاوت، تنقید کو عداوت اور سیاسی موقف کو ریاست دشمنی قرار دینا کسی بھی بالغ جمہوری معاشرے کے شایانِ شان نہیں

اور اس سے قبل بھی ایسے پروپیگنڈوں سے ریاست کو نقصان پہنچا ہے ! !
آج پاکستان کو جعلی نعروں سے زیادہ شعور، جذبات سے زیادہ بصیرت، تقسیم سے زیادہ اتحاد، الزام سے زیادہ انصاف اور محاذ آرائی سے زیادہ قومی مکالمے کی ضرورت ہے ! اگر ہم ہر بیان کو اس کے مکمل سیاق وسباق کے ساتھ سننے، سمجھنے اور پرکھنے کی روایت اختیار کر لیں تو بہت سی غلط فہمیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی، کیونکہ الفاظ کی بھی حرمت ہوتی ہے، مفہوم کی بھی، نیت کی بھی اور انصاف کی بھی ! !
قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی حالیہ تقریر سے اختلاف کسی بھی شخص کا آئینی حق ہے، لیکن اختلاف کی بنیاد بھی مکمل حقائق، اصل الفاظ اور صحیح سیاق وسباق پر ہونی چاہیے ! کسی بھی رہنما کے موقف کا منصفانہ جائزہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کی پوری گفتگو دیانت داری سے سنی جائے، نہ کہ چند منتخب جملوں کی بنیاد پر اس کے بارے میں حتمی رائے قائم کر لی جائے ! یہی علمی دیانت، یہی جمہوری روایت، یہی آئینی شعور اور یہی قومی مفاد کا تقاضا ہے'' ! ! !

قائدِ جمعیت کا وکلاء کنونشن سے خطاب :

۱۹ر جولائی ۲۰۲۶ء کو اسلام آباد میں جمعیۃ لائرز فورم کے زیرِ اہتمام وکلاء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے فرمایا :

''ہم نے کوئی غلط بات نہیں کہی، پاکستان ایک ادارہ جاتی ملک ہے اور پوری دنیا میں ادارے متعین ہیں، ان کا دائرہ کار متعین ہے، ان کا دائرہ اختیار متعین ہے ! اگر میں نے آپ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا ہے، اگر میں نے آپ کو ان کے اپنے دائرہ کار اور اس دائرہ کار کے اندر ان کی صلاحیتوں کی طرف متوجہ کیا ہے، تو میں اب بھی کہتا ہوں: پالیسی ساز لوگو ! سپاہی نے تو آپ کا حکم ماننا ہے

پالیسی ساز تو آپ بڑے ہیں، میں آپ کی پالیسیوں سے اختلاف کر رہا ہوں، بڑے ادب و احترام کے ساتھ اختلاف کر رہا ہوں، لیکن آپ میرے بیان کی ازخود تشریح کر کے جو میری کردار کشی کرنا چاہتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ فضل الرحمٰن جھک جائے گا، سرنڈر کر جائے گا، یاد رکھو ! مجھے میرے ماں باپ نے سرنڈر ہونے کے لیے نہیں جنا ہے ! اور میں نے آپ کو اپنی ذمہ داریوں تک محدود رہنے کی بات کی ہے ! یہ میں نے پہلی مرتبہ نہیں کی ! یہ تو پارلیمنٹ میں اور عام جلسوں میں بھی میں نے بار بار کہی ہے ! قصور والی بات قصوروار ٹھہری'' ! !

۲۴ر جولائی ۲۰۲۶ء کو قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے سینئر صحافی محترم آصف نثار صاحب غیاثی کو موجودہ صورت حال پر انٹرویو دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا :

'' کہتے ہیں نا کہ کب تم پر یہ راز کھلا، انکار سے پہلے یا اقرار کے بعد ؟ آپ میری سالہا سال سے تقاریر سنتے ہیں، میں اپنی قوم سے کیا کہنا چاہتا ہوں ؟ میں اپنے کارکنوں سے کیا کہنا چاہتا ہوں ؟ اور میں جہاں پر کھڑا ہوں، اس مناسبت سے بات کرتا ہوں، اگر میں اپوزیشن میں ہوں تو اپوزیشن مستقل ایک پلیٹ فارم ہے، جمہوری، پارلیمانی، آئینی، قانونی، اور اس پلیٹ فارم سے میری کیا ذمہ داری بنتی ہے، میں قوم کو کیا کہوں، میں اپنے کارکنوں کو کیا کہوں، یہ تمام تقریریں میری اسی حوالے سے ہوتی رہی ہیں ! !

اور اب جو ۲۰۲۴ء کا الیکشن ہوا، اور ۲۰۲۴ء کے الیکشن میں جو کچھ ہوا، اس پر جو ہم نے ردِعمل دیا، بیش بہا آپ نے میری تقاریر سنی ہیں، اور میرے خیال میں ان کے مضامین میں، میرے موقف میں کہیں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے، سوائے اس کے کہ کچھ چیزیں آگے ہوں، کچھ پیچھے ہوں، کچھ جملوں، الفاظ اور تعبیرات میں انیس بیس کا فرق ہو، لیکن میسج ایک ہی ہوتا ہے ! !

اب ظاہر ہے کہ مجھے اس عمر میں آ کر کوئی یہ سمجھائے کہ فوج کیا ہے ؟ وطن اور سرحدات کے لیے ان کی حفاظت کے لیے قربانیاں کیا چیز ہیں ؟ تو یہ طفلِ مکتب مجھے یہ چیزیں سمجھائیں گے ؟ جو کچھ ہوا، اڑتالیس گھنٹے تک کچھ نہیں تھا ! معمول کے مطابق سیاسی عمل ہمارا جاری تھا، اور اس کے بعد یکدم انہوں نے میری ایک گھنٹے کی تقریر میں سے ایک جملہ اٹھا کر پیالی میں طوفان کھڑا کر دیا ! تو یہ بددیانتی ہے ! ! نہ اس میں شہدا کی توہین کا کوئی پہلو ہے، نہ خدا کرے کہ ہم اس قسم کی باتیں سوچنے لگ جائیں ! اور اگر فوج کو یہ دعوی ہے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، تو پبلک میں آپ جایئے، شاید وہاں پر ان کی پالیسیوں اور حکمتِ عملی پر سوال اٹھ رہے ہوں، لیکن ۲۰۰۱ء سے لے کر آج تک پچیس سال پورے ہو رہے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسیوں میں جو تسلسل ہے، ملک کے ساتھ کھڑے رہنا، پارلیمنٹ کے ساتھ کھڑے رہنا، آئین کے ساتھ کھڑے رہنا، ملک کے جمہوری نظام کے ساتھ کھڑے رہنا، اور جہاں میرے اکابر نے ہمیں چھوڑا تھا، وہیں سے ہم نے ان کے نقشِ قدم کو لیا اور آگے بڑھتے رہے ہیں ! تو اس دوران میں جمعیۃ علماء اسلام پبلک سے کیا بات کہہ دیتے ؟ کیا ہم نے بندوق سے اپنے کارکن کو دور نہیں رکھا ؟ کیا ہم نے بندوق سے اپنی قوم کو دور نہیں رکھا ؟ ہم نے بندوق کی سیاست کو غیر شرعی نہیں کہا ؟ ! پاکستان کے اندر تو علماء کرام کا ایک اجماع ہے اور اس کا تعلق تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام کے ساتھ ہے ! !

وفاق المدارس العربیہ پاکستان، جمعیۃ علما اسلام، جو علماء کرام کے سب سے بڑے پلیٹ فارمز ہیں، وہاں سے جو اجماعی رائے اٹھتی ہے، جمعیۃ علماء اسلام پبلک میں اس کی ترجمانی کرتی ہے ! اس پر تو دو رائے ہی نہیں ہیں ! اور پھر اس پر آپ

خود اندازہ لگائیں کہ گزشتہ چار پانچ سالوں میں خود جمعیۃ علماء اسلام کے اپنے دو سے ڈھائی سو علماء واکابر شہید ہوئے ہیں ! اور آپ الزام لگا رہے ہیں کہ تمہیں شہیدوں کی قدر نہیں ؟ جب بات چھڑتی ہے تو پھر بات چھڑتی ہے ! تو ہم نے نہ ان کے الزام کو تسلیم کیا ہے، نہ اس کے سامنے کوئی کمزوری دکھائی ہے ! بڑی خود اعتمادی کے ساتھ میں سیاست کرتا ہوں، میری جماعت بڑی خود اعتمادی کے ساتھ سیاست کرتی ہے ! اور یہ کون ہوتے ہیں جو ہمیں سیاست سکھلائیں گے، ہمیں وطن کی محبت سکھلائیں گے، اور ہمیں شہداء کی قدر سکھلائیں گے ؟ یہ لوگ سکھلائیں گے ؟ مجھے تو حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ ہم اتنے گر گئے ہیں کہ اب ہم ان سے متاثر ہو کر سیاست کریں گے، ان سے مرعوب ہو کر سیاست کریں گے ؟ جن کو ہم سیاست سکھانا چاہتے ہیں، جن کو ہم ملک کی قدر و قیمت سکھانا چاہتے ہیں، وہ ہمارے بارے میں اس قسم کی باتیں کرتے ہیں ! تعجب ہوتا ہے ! ! ''

اختلاف اور احترام :

جمعیۃ علماء اسلام سمیت ہر سیاسی یا دینی جماعت سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، بلکہ جمہوری معاشرہ میں اختلاف ایک فطری امر ہے ! لیکن اختلاف کی بنیاد حقائق ہوں، ادھورے اقتباسات نہیں ! اسی طرح اگر کسی مقرر کی وضاحت سامنے آ جائے تو انصاف کا تقاضا ہے کہ اس وضاحت کو بھی اسی اہمیت سے سنا جائے جس اہمیت سے ابتدائی بیان کو سنا گیا تھا ! !

جمعیت علماء اسلام کی سیاسی روایت :

جمعیت علماء اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اختلافِ رائے کے باوجود اس جماعت نے ہمیشہ آئینی، جمہوری اور پارلیمانی جدوجہد کو اپنا راستہ قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا

مفتی محمودؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت مولانا سید حامد میاںؒ سے لے کر موجودہ امیر، قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم تک جماعت کی پالیسی یہی رہی ہے کہ قومی مسائل کا حل مکالمے، دستور اور عوامی رائے کے ذریعے تلاش کیا جائے ! اسی تناظر میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے خطابات کو بھی سمجھنا چاہیے کہ وہ سیاسی اور آئینی تنقید کے دائرے میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں جس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، مگر اس رائے کو اس کے اصل سیاق سے الگ کر کے نہیں پرکھا جانا چاہیے ! !

جمعیت علماء اسلام کا تاریخی مزاج :

جمعیت علماء اسلام برصغیر کی ان دینی و سیاسی جماعتوں میں سے ہے جنہوں نے ہر دور میں آئینی جدوجہد، پارلیمانی سیاست اور عوامی رائے کو اپنی جدوجہد کا محور بنایا ! حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت مولانا سید حامد میاںؒ سے لے کر موجودہ امیر قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم کی سیاسی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو اختلافِ رائے کے باوجود آئینی اور جمہوری راستے پر اصرار نمایاں نظر آتا ہے ! !

اسی طرح جمعیت علماء اسلام نے دہشت گردی، انتہا پسندی اور بے گناہ انسانوں کے قتل کی مختلف مواقع پر مذمت کی ہے ! جبکہ اس جماعت کے متعدد علماء، قائدین اور کارکن خود دہشت گردی کا نشانہ بنے ! اس پس منظر کو نظر انداز کر کے کسی ایک بیان کی تعبیر کرنا علمی انصاف کے مطابق نہیں ! !

اختلافِ رائے اور ریاستی ادارے :

یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ کسی ریاستی پالیسی پر تنقید اور ریاست یا اس کے دفاعی اداروں کی نفی، دو الگ الگ چیزیں ہیں ! جمہوری معاشروں میں حکومت، پالیسیوں اور انتظامی فیصلوں پر تنقید کو آئینی حق سمجھا جاتا ہے ! البتہ اس تنقید کا مہذب، ذمہ دار اور حقیقت پر مبنی ہونا ضروری ہے ! اسی طرح ناقدین پر بھی لازم ہے کہ وہ تنقید کا جواب دلیل سے دیں، نہ کہ کسی شخصیت کے پورے موقف کو چند الفاظ کی بنیاد پر متعین کریں ! !

موجودہ میڈیا کا چیلنج :

ڈیجیٹل دور میں شارٹ کلپ کلچر نے ایک نئی صورتِ حال پیدا کر دی ہے۔ چند سیکنڈ کی ویڈیو کبھی کبھی گھنٹوں پر مشتمل خطاب کا تاثر بدل دیتی ہے ! یہ مسئلہ صرف علماء کے ساتھ نہیں بلکہ سیاست دانوں، صحافیوں، ججوں، اساتذہ اور دانشوروں کے ساتھ بھی پیش آتا رہتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اصل ویڈیو دیکھی جائے، مکمل تقریر سنی جائے، بعد میں دی گئی وضاحت کو بھی ملحوظ رکھا جائے اور پھر رائے قائم کی جائے ! یہی صحافتی اصول ہے، یہی علمی دیانت ہے اور یہی اسلامی اخلاق بھی ! !

اہلِ قلم کی ذمہ داری :

دینی جرائد، اخبارات اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ اہلِ قلم کی ذمہ داری صرف خبر دینا نہیں بلکہ قوم کی علمی تربیت بھی ہے ! ان کی ذمہ داری ہے کہ تحقیق کو سنسنی پر مقدم رکھیں، انصاف کو تعصب پر ترجیح دیں، اختلاف کو تہذیب کے دائرے میں رکھیں، اور کسی بھی شخصیت کا موقف اس کے اصل الفاظ اور مکمل پس منظر کے ساتھ پیش کریں ! یہی صحافت کی دیانت ہے اور یہی دینی امانت داری بھی ! !

اس واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق :

قصور کے اجتماع کے بعد پیدا ہونے والی بحث ہمیں چند اہم سبق دیتی ہے :

(۱) کسی بھی بیان پر رائے قائم کرنے سے پہلے اس کا مکمل متن یا مکمل خطاب سننا چاہیے !

(۲) سوشل میڈیا پر گردش کرنے والے مختصر کلپس کو آخری حقیقت نہیں سمجھنا چاہیے !

(۳) اختلافِ رائے میں شائستگی اور انصاف کو برقرار رکھنا چاہیے !

(۴) اگر متعلقہ شخصیت اپنی وضاحت پیش کرے تو اسے بھی دیانت داری سے سنا اور نقل کیا جانا چاہیے !

(۵) قومی وحدت اور دینی اقدار دونوں کا تقاضا ہے کہ معاشرے میں تحقیق، عدل اور حسنِ ظن کو فروغ دیا جائے !

قصور کے واقعے نے ایک بار پھر یہ سبق دیا ہے کہ سوشل میڈیا کے دور میں اہلِ علم، صحافیوں، وکلاء اور عام شہریوں کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے ! ایک غیر محتاط تبصرہ، ایک نامکمل ویڈیو یا ایک غلط تعبیر نہ صرف افراد بلکہ قومی ماحول کو بھی متاثر کرسکتی ہے ! اسلام کا مزاج تحقیق، عدل، حسنِ ظن اور ذمہ داری کا ہے، اگر ہم ان اصولوں کو اپنالیں تو بہت سے تنازعات خود بخود ختم ہوسکتے ہیں ! !

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ انصاف صرف اپنے حامیوں کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے مخالفین کے ساتھ بھی کیا جائے، یہی قرآن کا حکم ہے، یہی سنتِ نبوی کا مزاج ہے اور یہی اکابر دیوبند کی علمی روایت ہے ! !

قصور کے اجتماع کے بعد پیدا ہونے والی بحث کو بھی اسی میزان پر پرکھنے کی ضرورت ہے، اگر کسی بیان سے اختلاف ہو تو دلیل کے ساتھ کیا جائے، اگر وضاحت موجود ہو تو اسے بھی سنا جائے، اور اگر کسی اقتباس کو سیاق وسباق سے الگ کرکے پیش کیا گیا ہو تو اس کی اصلاح بھی علمی ذمہ داری سمجھی جائے ! جمعیت علماء اسلام کی فکری روایت ہمیشہ آئین، جمہوریت، دینی اقدار اور قومی استحکام کے امتزاج کی داعی رہی ہے ! اسی روایت کا تقاضا ہے کہ اختلاف کو دشمنی نہ بنایا جائے، تنقید کو تحقیق سے جدا نہ کیا جائے، اور قومی مسائل کو جذبات کے بجائے علم، حکمت اور انصاف کے ساتھ دیکھا جائے ! !

محترم حافظ محمود ایاز مہر صاحب (جیکب آباد) کی تحریر بھی غور کے قابل ہے ! حافظ صاحب ''وہ بیانات جن پر اس وقت اتنا پروپیگنڈا نہیں ہوا'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں :

(۱) آصف علی زرداری: تاریخ: ۱۶؍جون ۲۰۱۵ء مقام: پشاور، پاکستان پیپلز پارٹی خیبر پختونخوا کے عہدیداروں کی تقریب میں بیان: ''ہمیں بھی جنگ لڑنا آتی ہے، آپ کو تین سال رہنا ہے، ہمیں ہمیشہ یہاں رہنا ہے، ہمیں تنگ کرنے کی کوشش کی تو ہم بھی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے ! !

مزید کہا : ''تنگ کیا گیا تو جرنیلوں کا کچا چٹھا کھول دوں گا'' ! !

(۲) نواز شریف تاریخ: ۲۰؍ستمبر ۲۰۲۰ء مقام: آل پارٹیز کانفرنس (اسلام آباد) لندن سے ویڈیو لنک خطاب : ہماری جدوجہد عمران خان کے خلاف نہیں بلکہ

ان لوگوں کے خلاف ہے جو عمران خان کو اقتدار میں لائے ۔نواز شریف نے سیاسی معاملات میں مبینہ مداخلت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ''ملک میں جمہوری عمل کو آزاد ہونا چاہیے'' ! !

(۳) عمران خان تاریخ: ۲؍جنوری ۲۰۲۳ء مقام: لاہور، نجی ٹی وی کو انٹرویو : ایک جنرل باجوہ ایکسٹینشن سے پہلے تھے، ایک جنرل باجوہ ایکسٹینشن کے بعد تھے مزید کہا : مجھے جنرل (ر) باجوہ کو ایکسٹینشن نہیں دینی چاہیے تھی ! !

(۴) عمران خان تاریخ : ۲؍مئی ۲۰۲۳ء مقام : لاہور ، نجی ٹی وی کو انٹرویو : نیب کو قمر جاوید باجوہ کنٹرول کر رہے تھے ! عمران خان نے الزام لگایا کہ حکومتی معاملات میں جنرل (ر) قمر جاوید باجوہ کا اثر ورسوخ موجود تھا ! !

(۵) بلاول بھٹو زرداری تاریخ: ۲۷؍دسمبر ۲۰۲۲ء مقام: گڑھی خدا بخش، لاڑکانہ (محترمہ بے نظیر بھٹو کی برسی کے جلسہ میں بیان)

بلاول بھٹو نے کہا کہ ''اگر ادارے سیاسی معاملات سے دور رہنے کے اپنے اعلان پر قائم رہیں تو ملک میں جمہوری استحکام پیدا ہوسکتا ہے'' ! ! انہوں نے ماضی میں سیاسی معاملات میں اداروں کے کردار پر بھی گفتگو کی ! !

(۶) خواجہ آصف تاریخ: ۷؍مارچ ۲۰۲۳ء مقام: اسلام آباد، پریس کانفرنس : اسٹیبلشمنٹ کے وینٹی لیٹر کے بغیر عمران خان کی سیاست کی کوئی اوقات نہیں ! خواجہ آصف نے الزام لگایا کہ عمران خان کی سیاست کو ماضی میں ادارہ جاتی حمایت حاصل رہی ! !

(۷) خواجہ آصف تاریخ: ۲۶؍اکتوبر ۲۰۲۳ء مقام : اسلام آباد، میڈیا گفتگو : اسٹیبلشمنٹ کو پاکستان کے منظرنامے سے مکمل طور پر بے دخل کرنا ہے تو سب کو

مل بیٹھنا ہوگا ! انہوں نے کہا کہ پاکستان کی سیاست میں اسٹیبلشمنٹ کے کردار پر اجتماعی سوچ کی ضرورت ہے ! !

(۸) فاروق ستار : تاریخ : ۲۰۱۸ء مقام : کراچی، پریس کانفرنس :

فاروق ستار نے ایم کیو ایم کے اندرونی معاملات میں مبینہ سیاسی دباؤ اور انجینئرنگ پر تحفظات کا اظہار کیا اور کہا کہ سیاسی جماعتوں کو آزادانہ فیصلوں کا حق ہونا چاہیے ! !

(۹) شرجیل میمن تاریخ : ۲۰۲۳ء مقام : کراچی ، میڈیا گفتگو :

شرجیل میمن نے کہا کہ ''اداروں کو آئینی حدود میں رہ کر کام کرنا چاہیے اور سیاست کا فیصلہ عوام کے ووٹ سے ہونا چاہیے'' ! !

سوال یہ ہے :

جب یہ بیانات دیے گئے تو اس وقت اتنا شور، واویلا اور پروپیگنڈا کیوں نہیں ہوا ؟ ! کیا سیاسی بیانات کا معیار شخصیت، وقت اور سیاسی مفاد کے مطابق بدل جاتا ہے ؟ یا پھر ہر دور میں جمہوری اصولوں کو یکساں نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے ؟ !

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اہلِ علم، اہلِ سیاست، اہلِ صحافت اور پوری قوم کو حق بات کہنے، حق بات سننے اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو امن، استحکام، اتحاد اور ترقی کی دائمی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۲ رجولائی کو حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نقشبندی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نقشبندی اور مولانا عمر صاحب نقشبندی چکوال سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کے نائب مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی، باہمی امور پر تبادل خیال فرمایا، جامعہ میں ظہرانہ تناول فرمایا بعدازاں واپس تشریف لے گئے !

۱۲ رجولائی کو خوشاب سے جناب محمد رضوان صاحب مع رفقاء جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی، خانقاہ حامدیہ میں کھانا تناول فرمایا !

۱۴ رجولائی کو مولانا زکریا جمال صاحب، مولانا مفتی عابد صاحب اور مولانا سعد صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ کوٹ رادھا کشن سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات ہوئی، معزز مہمانوں نے جامعہ میں عشائیہ تناول فرمایا، بعدازاں واپس تشریف لے گئے !

۱۵ رجولائی کو باب العلوم کہروڑ پکا سے شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور دامت برکاتہم بعد نمازِ عشاء جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور خانقاہ حامدیہ میں مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی !

۱۵ رجولائی کو جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری حافظ نصیر احرار صاحب اپنے رفقاء نور خان بانس صاحب، حافظ احسان صاحب اور عبید صاحب کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی جس میں باہمی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا چائے نوش فرمائی بعدازاں واپس تشریف لے گئے !

۱۷ رجولائی کو جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کے امیر مفتی عامر محمود صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی اور خانقاہ حامدیہ میں دو دن قیام فرمایا !

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67



+92 333 4249301
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org